احمدی نوجوانوں کیلئے

مدیر

منصور احمد نورالدین

جولائی 2006ء

مکرم ومحترم ناظر صاحب اعلیٰ وامیر مقامی کرکٹ ٹورنامنٹ کے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم فرماتے ہوئے

فٹ بال کی فاتح ٹیم مکرم ومحترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے ہمراہ

محترم صدر صاحب کا پیغام

مجلس خدام الاحمدیہ کے نام

پیارے خدام بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سالانہ اجتماع انصاراللہ جرمنی کے موقعہ پر اپنے پیغام میں ارشاد فرمایا:-

''(دین حق)، احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظامِ خلافت کے لئے آخر دم تک جدوجہد کرنی ہے اور اس کے لیے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لیے تیار رہنا ہے۔ اور اپنی اولاد کو ہمیشہ خلافت احمدیہ سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے رہنا ہے۔ اور ان کے دلوں میں خلیفۂ وقت سے محبت پیدا کرنی ہے۔ یہ اتنا بڑا اور عظیم الشان نصب العین ہے کہ اس عہد پر پورا اترنا اور اس کے تقاضوں کو نبھانا ایک عزم اور دیوانگی چاہتا ہے''۔

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ اول صفحہ 6)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس ارشاد پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

سید محمود احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ خالد

monthlykhalid52@yahoo.com

جولائی 2006ء
وفا 1385ہش

جلد 53
شمارہ نمبر 7

اس شمارے میں

کمپوزنگ: اقبال احمد زبیر   پبلشر: قمر احمد محمود   مینیجر: عزیز احمد   پرنٹر: سلطان احمد ڈوگر

مطبع: ضیاء الاسلام پریس چناب نگر (ربوہ)   مقام اشاعت: ایوان محمود دارالصدر جنوبی   قیمت 10 روپے ۔۔۔۔ سالانہ 100

Ph: +92 47 6212349 - 6215415 - 6212685 Fax: +92 47 6213091

سچّا خدا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرّک یہ ہے کہ مَیں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے۔ اور اس کی اسقدر قیمت ہے کہ اگر مَیں اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولتمند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟ **سچّا خدا**۔ اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اسکو پہچاننا۔ اور سچا ایمان اس پر لانا اور سچّی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا۔ پس اس قدر دولت پا کر سخت ظلم ہے کہ مَیں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھوکے مریں اور میں عیش کروں۔ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا میرا دل ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہے۔ ان کی تاریکی اور تنگ گذرانی پر میری جان گھٹتی جاتی ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے اُن کے گھر بھر جائیں اور سچائی اور یقین کے جواہران کو اتنے ملیں کہ اُن کے دامن استعداد پُر ہو جائیں''۔

(اربعین اول روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 344-345)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ

(منصور احمد نورالدین)

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ (البقرہ: ۲۲۳)

یعنی جو لوگ باطنی اور ظاہری پاکیزگی کے طالب ہیں میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔

(ترجمہ از ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۶۴)

الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کُلُّ الْعَقْلِ فِیْ اَکْلِ اللَّطِیْفِ وَلُبْسِ النَّظِیْف

ترجمہ:- اَکلِ حلال اور لباسِ نظیف نشان ہے انسان کی دانش کا

(تذکرہ صفحہ 663)

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود اس دنیا میں سب سے پاک اور مطہر وجود ہے۔ آیئے آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سیرت سے آپ کی صفائی اور پاکیزگی کے چند واقعات کا مطالعہ کریں۔

صفائی کس قدر ضروری ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے ہیں کہ:

اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ

صفائی اختیار کرنا، پاکیزہ اور صاف ستھرا رہنا ایمان کا ایک حصہ ہے۔

(مسلم کتاب الطھارۃ باب فضل الوضوء)

ایک موقعہ پر جنت میں داخل ہونے کا ایک گُر بتا دیا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام صفائی والا مذہب ہے۔ پس صاف رہا کرو کیونکہ جنت میں صرف صاف (نظیف) شخص ہی داخل ہوگا۔

(مجمع الزوائد باب النظافۃ جلد ۵ صفحہ ۱۳۲)

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی اپنے بچپن کی یادوں کو سمیٹتے ہوئے اپنے پیارے آقا کے ساتھ وابستہ ایک یاد کا اس طرح ذکر کرتے ہیں:-

حضرت جَابرؓ بن سَمُرہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ظہر ادا کی اور آپ اپنے گھر کی طرف نکلے۔ میں بھی آپ کے ساتھ نکلا۔ (راستہ میں) کچھ بچے آپ کو ملے۔ آپ باری باری ان کے رخسار پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ میرے رخسار پر بھی آپ نے ہاتھ پھیرا۔ کہتے ہیں میں نے آپ کا ہاتھ ایسا ٹھنڈا اور خوشبودار پایا جیسے ابھی ابھی عطر فروش کے عطردان

سے نکلا ہو۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب طیب رائحۃ النبیؐ ولین مسہ والتبرک بمسحہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کا استعمال بھی فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جو خوشبو بھی میسر ہوتی مَیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لگا دیتی تھی۔ (نیز فرماتی ہیں کہ آپؐ خوشبو کو اس قدر پسند فرماتے تھے کہ کثرت استعمال سے دھیمی دھیمی) خوشبو آپ کے سر مبارک اور داڑھی سے محسوس ہوتی رہتی۔

(بخاری کتاب اللباس باب الطیب فی الرأس واللحیۃ ۵۹۲۳)

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھتے وقت سب سے بہترین خوشبو لگاتی تھی۔

(بخاری کتاب اللباس باب مایستحب من الطیب نمبر ۵۹۲۸)

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے نہایت اعلیٰ درجے کی خوشبو آیا کرتی تھی۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اُم سُلَیم ؓ کے گھر آیا کرتے تھے اور ان کے بستر پر سو جایا کرتے تھے جب کہ وہ وہاں نہ ہوتی تھیں۔ حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان کے بستر پر سو گئے اس پر میں آیا اور (حضرت اُم سُلَیم سے) کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے گھر میں ہیں اور آپ کے بستر پر سو رہے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ آئیں اور دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ آیا ہوا تھا انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ بستر پر چمڑے کے ٹکڑے سے اکٹھا کر لیا اور اپنے سنگھار دان کو کھول کر اس میں وہ پسینہ نچوڑنے لگیں۔ وہ اسے اپنی ایک شیشے کی ڈبیہ میں جمع کر رہی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اچانک بیدار ہو گئے اور فرمایا مَا تَصْنَعِيْنَ يَا أُمَّ سُلَيْم ؟ یعنی اے اُم سُلَیم کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اپنے بچوں کے لئے برکت چاہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا أَصَبْتِ یعنی ٹھیک ہے۔

(بخاری کتاب الفضائل باب طیب عرق النبیؐ والتبرک بہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دس سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی آپ نے کبھی مجھے اُف تک نہیں کہا اور نہ ہی میں نے جو کیا اس پر یہ کہا کہ تم نے یہ کیوں کیا ہے اور نہ کسی چیز کے چھوڑنے پر آپ نے کہا کہ تم نے کیوں نہیں کیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے بہترین اخلاق کے حامل تھے اور میں نے کسی موٹے یا باریک ریشم یا کسی اور چیز کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہیں پایا اور نہ کسی کستوری یا کسی عطر کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینے

سے زیادہ خوشبودار پایا۔

(ترمذی کتاب البر والصلة باب ماجاء فی خلق النبی)

حَکَم سے روایت ہے کہ میں نے اَبُو جُحَیْفَه سے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو (سخت گرمی میں) پتھریلے میدان میں نکلے ....لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے چہروں پر پھیر رہے تھے۔ اَبُو جُحَیْفَه کہتے ہیں میں نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑا اور اپنے منہ پر رکھا۔ یہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب صفة النبیؐ)

صفائی کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند نصائح

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا کہ جمعہ کے روز نہایا کرو۔ اور اپنے سروں کو دھویا کرو۔ خواہ تم جنبی نہ بھی ہو اور خوشبو لگایا کرو۔

(بخاری کتاب الجمعة باب الطیب لجمعة حدیث نمبر ۸۸۴)

حضرت ابوہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو وہ پانی والے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے قبل ہاتھ دھولے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کا ہاتھ رات کہاں تھا۔

(بخاری کتاب الغسل باب الوضوء ثلاثا ثلاثا)

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد سے سنا کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا ہم میں سے کوئی اس حالت میں سو سکتا ہے کہ وہ جنبی ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں مگر وضو کرنے کے بعد۔

(ترمذی ابواب الطهارة باب ماجاء فی الوضوء للجنب...... نمبر ۱۲۰)

حضرت ابوہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ کے کسی راستے میں ملا۔ اس وقت میں جنبی تھا۔ چنانچہ میں چپکے سے وہاں سے چلا گیا اور غسل کر کے واپس آیا۔ آپ نے فرمایا اے ابوہریرۃ کہاں چلے گئے تھے؟ میں نے عرض کی کہ میں جنبی تھا میں نے ناپسند کیا کہ آپ کے پاس بیٹھوں اس لئے طہارت کرنے چلا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ سبحان اللہ مومن نجس نہیں ہوتا۔

(بخاری کتاب الغسل باب عرق الجنب)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء جاتے تو مَیں اور ایک اور لڑکا پانی کا لوٹا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھڑی اٹھائے ہوتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فراغت کے بعد پانی سے استنجا کرتے۔

(بخاری کتاب الوضوء باب حمل العنزة مع الماء فی الاستنجاء)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم خلال کیا کرو کیونکہ خلال کرنا نظافت کا حصہ ہے اور نظافت ایمان کی طرف لے جاتی ہے اور ایمان اپنے ساتھی کو جنت میں پہنچاتا ہے۔

(مجمع الزوائد کتاب الطهارة باب التخليل جلد ١ صفحه ٢٣٦)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں جاتے تو پڑھتے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ"

کہ اے اللہ میں ہر قسم کی ظاہری اور باطنی ناپاکی سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

(بخاری کتاب الوضوء باب مايقول عند الخلاء)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے نکلتے تو یہ دعا کرتے کہ "غُفْرَانَكَ" (اے اللہ! میں تیری بخشش طلب کرتا ہوں)

(ترمذی ابواب الطهارة باب مايقول اذا خرج من الخلاء)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ آپ کے وجود سے ایسی بُو آئے جس سے تکلیف ہو۔

(مسند احمدبن حنبل باقی مسند الانصار)

❁❁❁❁❁❁❁

ظاہری پاکیزگی اندرونی طہارت کو مستلزم ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

انسان کی دو حالتیں ہوتی ہیں۔ جو شخص باطنی طہارت پر قائم ہونا چاہتا ہے وہ ظاہری پاکیزگی کا بھی لحاظ رکھے۔ پھر ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (البقرہ:223) یعنی جو لوگ باطنی اور ظاہری پاکیزگی کے طالب ہیں میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔ ظاہری پاکیزگی باطنی طہارت کی مد اور معاون ہے۔ اگر انسان اسے ترک کردے اور پاخانہ پھر کر بھی طہارت نہ کرے تو باطنی پاکیزگی پاس بھی نہیں پھٹکتی۔ پس یاد رکھو کہ ظاہری پاکیزگی اندرونی طہارت کو مستلزم ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ کم از کم جمعہ کے دن ضرور غسل کرے ہر نماز میں وضو کرے۔ جماعت کھڑی ہو تو خوشبو لگائے۔ عیدین اور جمعہ میں جو خوشبو لگانے کا حکم ہے وہ اسی بنا پر قائم ہے۔ اصل وجہ یہ ہے کہ لوگوں کے اجتماع کے وقت عفونت کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لئے غسل کرنے اور صاف کپڑے پہننے اور خوشبو لگانے سے سَمِّیت (زہر) اور عفونت سے روک ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے زندگی میں یہ قانون مقرر کیا ہے ویسا ہی قانون مرنے کے بعد بھی رکھا ہے۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ 164)

❁❁❁❁❁❁

مشعل راہ

مشعل راہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 26/اگست 2005ء کو مئی مارکیٹ، منہائیم، جرمنی میں خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:-

صحابہ رضوان اللہ علیہم کی اخوت کا نمونہ

''ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل کے واقعات تاریخ میں پڑھتے ہیں اور پھر آپ کی بعثت کے بعد کے حالات بھی ہمارے سامنے ہیں کہ کس طرح محبتیں بڑھیں اور ایک دوسرے سے کس طرح اخوت کا رشتہ قائم ہوا۔ کس طرح ایک دوسرے کے بھائی بھائی بنے۔ دیکھیں مدینہ کے انصار نے مکّہ کے مہاجرین کو کس حد تک بھائی بنایا کہ اپنی آدھی جائیدادیں بھی ان مہاجرین کو دینے کے لیے تیار ہو گئے بلکہ بعض جن کی ایک سے زائد بیویاں تھیں۔ انہوں نے یہاں تک کہا کہ ہم ایک بیوی کو طلاق دے دیتے ہیں اور تم ان سے شادی کر لو۔ تو اس حد تک بھائی چارے اور محبت کی فضا پیدا ہو گئی تھی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ محبت اور بھائی چارے کی یہ فضا صرف امن اور آسائش کے وقت میں نہیں تھی کہ فراوانی ہے، کشائش ہے تو کچھ دے دیا بلکہ جنگ اور تکلیف کی حالت میں بھی قربانی کے اعلیٰ معیار قائم ہوئے۔ اور یہ صرف اس لئے تھے کہ ان لوگوں نے اللہ کی رسّی کی پہچان کی اور اسے مضبوطی سے پکڑا''۔

ایثار کا عظیم الشان واقعہ

''یاد کریں ایک جنگ کے بعد کا وہ نقشہ جب جنگ کے بعد پانی پلانے والے مسلمان زخمیوں کے درمیان پھر رہے تھے، ایک کراہ کی آواز سنی۔ جب وہ پانی پلانے والے اس کراہنے والے صحابیؓ کے پاس پہنچے جو زخموں سے چور تھے، جان کنی کی حالت تھی۔ پانی پلانے والے نے جب پانی ان کے منہ کو لگایا تو اس وقت ایک اور کراہ کی آواز آئی، پانی مانگا گیا۔ پہلے زخمی نے کہا: نہیں، بہتر یہ ہے تم مجھے چھوڑو۔ مَیں اس سے بہتر حالت میں ہوں۔ وہ جس طرح مجھے دیکھ رہا ہے،

اسی طرح پانی کی طرف دیکھ رہا ہے، پانی مانگ رہا ہے تم پہلے اس زخمی کو پانی پلاؤ۔ پانی پلانے والے جب اس دوسرے زخمی کے پاس پہنچے تو پھر ایک طرف سے کسی کی کراہتے ہوئے پانی مانگنے کی آواز آئی۔ تو اس دوسرے زخمی نے کہا کہ نہیں وہ زخمی میرے سے زیادہ حقدار ہے، اس کو پانی دو۔ میں برداشت کرلوں گا۔ اس طرح جب پانی پلانے والے تیسرے صحابیؓ کے پاس پہنچے تو جب ان کے منہ کو پانی لگایا گیا تو پانی پینے سے پہلے ہی وہ اللہ کے حضور حاضر ہو گئے۔ اور جب یہ پانی پلانے والے واپس دوسرے کے پاس پہنچے تو ان کی روح بھی قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی اور جب پہلے کے پاس پہنچے تو وہ بھی اللہ کے حضور حاضر ہو چکے تھے۔

(الأستیعاب ذکر عکرمہ بن ابی جہل۔ سیر الصحابہؓ جلد 5 صفحہ 170)

تو دیکھیں اس آخری جان کنی کے لمحات میں بھی اپنے بھائی کی خاطر قربانی کی اعلیٰ مثالیں قائم کرتے ہوئے وہ تمام زخمی صحابہؓ اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ روایت میں آتا ہے کہ پہلے پانی مانگنے والے حضرت عکرمہؓ تھے۔ اور حضرت عکرمہؓ کا یہ حال تھا کہ ایک وقت میں مسلمانوں کے خون کے پیاسے تھے۔ اپنوں کے ساتھ بھی قربانی کا کوئی تصور نہیں تھا۔ اور ایک وقت ایسا آیا کہ دوسرے مسلمان کی خاطر اپنی جان بھی قربان کر دی۔ اسی طرح دوسرے دو صحابہؓ تھے۔ تو جان لینے والوں میں قربانی کی اعلیٰ مثالیں قائم کرتے ہوئے جان دینے کا یہ انقلاب تھا جو ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہونے کے بعد قائم کیا ہے۔ انہوں نے یہ معیار حاصل کئے اور یوں اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں داخل ہوئے۔

اللہ کی رسّی

ہم سب جانتے ہیں کہ وہ رسّی کون سی تھی یا کون سی ہے۔ جس کو پکڑ کر ان میں اتنی روحانی اور اخلاقی طاقت پیدا ہوئی، قربانی کا مادہ پیدا ہوا، قربانی کے اعلیٰ معیار قائم ہوئے۔ جس نے ان میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے انہیں اس حد تک اعلیٰ قربانیاں کرنے کے قابل بنا دیا۔ وہ رسّی تھی اللہ تعالیٰ کی آخری شرعی کتاب قرآن کریم، جو احکامات اور نصائح سے پُر ہے۔ جس کے حکموں پر سچے دل سے عمل کرنے والا خدا تعالیٰ کا قرب پانے والا بن جاتا ہے۔ وہ رسّی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کہ آپؐ کے ہر حکم پر قربان ہونے کے لیے صحابہؓ ہر وقت منتظر رہتے تھے۔ ان صحابہؓ نے اپنی زندگی کا یہ

مقصد بنالیا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات سے باہر نہیں نکلنا۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپؐ کے پہلے چار خلفاء جو خلفاء راشدین کہلاتے ہیں، ان کے توسط سے مسلمانوں نے اُس رسّی کو پکڑا جو اللہ کی رسّی اور اس کی طرف لے جانے والی رسّی تھی۔ اور جب تک مسلمانوں نے اس رسّی کو پکڑے رکھا وہ صحیح راستے پر چلتے رہے۔ اور جب فتنہ پردازوں نے ان میں پھوٹ ڈال دی اور انہوں نے فتنہ پردازوں کی باتوں میں آ کر اس رسّی کو کاٹنے کی کوشش کی تو ان کی طاقت جاتی رہی۔ مسلمانوں کو وقتاً فوقتاً مختلف جگہوں میں اس کے بعد کامیابیاں تو ملتی رہیں لیکن اجتماعی قوت اور رعب جو تھا وہ جاتا رہا۔ وہ قوت جو تھی وہ پارہ پارہ ہوگئی۔ آپس میں بھی لڑائیاں ہوئیں۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے ہاتھوں قتل ہوا اور یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا انکار کیا تھا۔

یہاں یورپ میں بھی دیکھیں مسلمان آئے، سپین کو فتح کیا اور اس کے چند سو سالوں کے بعد گنوا بھی دیا۔ اور آج بھی مسلمانوں کی جو یہ ابتر حالت ہے، ناگفتہ بہ حالت ہے، آج بعض مسلمان ممالک جو تیل کی دولت سے مالا مال ہیں لیکن اس کے باوجود غیروں کے دست نگر ہیں، اس کی یہی وجہ ہے کہ اللہ کی رسّی کی انہوں نے قدر نہیں کی اور اپنے ذاتی مفادات اللہ اور رسول کی محبت پر غالب کر لئے۔ ذاتی مفادات نے بھائی کی بھائی سے پہچان مٹا دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج یہ سب طاقت کھوئی گئی۔

لیکن کیونکہ خدا تعالیٰ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری شرعی نبی بنا کر دنیا میں بھیجا تھا اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق آپؐ کی شریعت نے رہتی دنیا تک نہ صرف قائم رہنا تھا بلکہ پھیلنا تھا۔ اپنے وعدے کے برخلاف اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ان عملوں کی وجہ سے اس دین کو صفحہ ہستی سے مٹا تو نہیں دینا تھا۔ مسلمانوں کے بگڑنے کی وجہ سے اور ناشکری کی وجہ سے جو ایسی حرکتوں کے منطقی نتائج نکلتے ہیں اور نکلنے چاہئیں وہ تو نکلے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی وعدہ تھا کہ آخرین میں سے تیری امت میں سے تیری لائی ہوئی شریعت کو دوبارہ قائم کرنے کے لیے مَیں مسیح و مہدی کو مبعوث کروں گا تا کہ پھر وہ احکامات لاگو ہوں، تا کہ پھر اللہ کی رسّی کی قدر کا احساس پیدا ہو، تا کہ پھر اس مسیح و مہدی کو ماننے والے اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑ سکیں''۔ (الفضل انٹرنیشنل ۱۶؍ستمبر تا ۲۳؍ستمبر ۲۰۰۵ء)

❁❁❁❁❁❁❁

ہر سلسلہ تھا اُس کا خدا سے ملا ہوا

مکرم عبید اللہ علیم صاحب

وہ رات بے پناہ تھی اور میں غریب تھا
وہ جس نے یہ چراغ جلایا عجیب تھا

وہ روشنی کی آنکھ اٹھائی نہیں گئی
کل مجھ سے میرا چاند بہت ہی قریب تھا

دیکھا مجھے تو طبع رواں ہو گئی مری
وہ مسکرا دیا تو میں شاعر ادیب تھا

رکھتا نہ کیوں میں روح و بدن اس کے سامنے
وہ یوں بھی تھا طبیب وہ یوں بھی طبیب تھا

ہر سلسلہ تھا اُس کا خدا سے ملا ہوا
چپ ہو کہ لب کشا ہو بلا کا خطیب تھا

موجِ نشاط و سیلِ غمِ جاں تھے ایک ساتھ
گلشن میں نغمہ سنج عجب عندلیب تھا

میں بھی رہا ہوں خلوتِ جاناں میں ایک شام
یہ خواب ہے یا واقعی میں خوش نصیب تھا

حرف دُعا اور دستِ سخاوت کے باب میں
خود میرا تجربہ ہے وہ بے حد نجیب تھا

دیکھا ہے اُس کو خلوت و جلوت میں بار ہا
وہ آدمی بہت ہی عجیب و غریب تھا

لکھو تمام عمر مگر پھر بھی تم علیم
اُس کو دِکھا نہ پاؤ وہ ایسا حبیب تھا

(ویران سرائے کا دیا)

قرآن پاک کی تاثیر

(مرسلہ: مکرم نوید احمد منگلا صاحب۔ چک منگلا)

قرآن مجید اپنی روحانی تاثیر اور اخلاقی تعلیم کے لحاظ سے بلا شبہ ایک بے مثل کتاب ہے۔ اس کی ہر عبارت دلوں پر اس طرح اثر انداز ہوتی ہے کہ قرآن اپنے عاشق خود پیدا کر لیتا ہے۔

قرآن پاک کی تاثیر روحانی کا ایک شاہکار مشہور صوفی فضیل بن عیاض تھے جو شروع شروع میں بڑے نامی گرامی ڈاکو ہوا کرتے تھے۔ ایک روز وہ چوری کی نیت سے ایک مسلمان کے گھر میں ایسے وقت میں داخل ہوئے کہ صاحب خانہ اس وقت تلاوت قرآن مجید میں مشغول تھا اور جب حضرت فضیل اُس کے گھر میں داخل ہوئے، تو وہ اُس وقت یہ آیت پڑھ رہا تھا ''اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ'' ''یعنی کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ مومنوں کے دل اللہ کی یاد کے لئے خشوع اختیار کریں'' اس آیت کا حضرت فضیل کے کان میں پڑھنا تھا کہ اُسی دم آپ کے محسوسات کی کایا پلٹ گئی۔ آپ نے وہیں توبہ کی اور پھر عبادت اور ریاضت میں اس درجہ ترقی کی کہ آپ کا شمار صوفیۂ اسلام کے ممتاز ترین طبقہ میں ہوتا ہے۔

عشق قرآن کا ایک نادر واقعہ

قرآن مجید سارے کا سارا مختلف قسم کے سوال و جواب سے بھرا پڑا ہے۔ یہ سوالات دہریوں، مشرکوں اور کافروں کے ہیں اور قرآن مجید کے سارے جوابات عقلی دلائل اور مطالعہ کائنات پر مبنی ہیں۔ سوال و جواب کے لحاظ سے عشق قرآن کا ایک بالکل نادر واقعہ ایک بدوی عرب عورت کا ہے، جو ہر سوال کے جواب میں صرف قرآن مجید کی کوئی آیت پڑھ کر اپنے سائل کو جواب دیتی تھی۔

عربی ادب کی روایات میں آتا ہے کہ ایک دفعہ یہ عورت حج کے ارادے سے اپنے گھر سے نکلی لیکن اپنے قافلے سے بچھڑ گئی۔ اس حالت میں یہ ایک درخت کے نیچے بیٹھی تھی کہ اُدھر سے امام عبداللہ بن مبارک (امام فقہ و حدیث) کا گزر ہوا جو خود بھی حج پر جا رہے تھے، آپ نے اُس بڑھیا کو یوں تنہا دیکھ کر اُس کے قرب جا کر اُسے ''السلام علیکم'' کہا تو اُس عورت نے اُس کے جواب میں قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی۔ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ۔

اس کے بعد امام عبداللہ بن مبارک نے اُس سے پوچھا ''مَاذَا تَصْنَعِيْنَ هُنَا'' یعنی تم یہاں بیٹھی کیا کر رہی ہو؟ جواباً اُس نے کہا:

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ جسے اللہ گمراہ کر دے اُسے ہدایت دینے والا کوئی نہیں ہے۔

مطلب یہ تھا کہ میں قافلے سے بچھڑ کر راستہ بھول گئی ہوں۔ اس پر امام صاحب نے اُس سے پوچھا کہ آپ کدھر جانا چاہتی ہیں تو اُس عورت نے اس کے جواب میں قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی:

''سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ''

یعنی مَیں مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ جانا چاہتی ہوں۔

اس پر آپ نے اُس سے استفسار کیا ''اے خالہ! آپ کب سے یہاں ٹھہری ہوئی ہیں؟'' تو اُس عورت نے جواباً کہا ''ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا'' یعنی لگا تار تین راتوں سے۔

اس پر آپ نے اُس سے پوچھا کہ تم وضوء کے لئے پانی کہاں سے لیتی ہو تو اُس نے جواب دیا ''فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا'' ''یعنی پانی دستیاب نہ ہونے کے باعث تیمّم کر کے نماز پڑھتی ہوں۔''

اس پر امام صاحب نے اُسے کھانا پیش کرتے ہوئے کہا کھانا تناول کریں، اُس نے جواباً کہا:

''ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ یعنی مَیں روزہ دار ہوں۔

غروب شمس سے پہلے کھانا نہیں کھا سکتی۔ اس پر امام صاحب نے کہا کہ یہ تو رمضان کا مہینہ نہیں ہے۔ اس پر اُس عورت نے کہا: ''وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ'' مراد یہ کہ میں نے نفلی روزہ رکھا ہوا ہے۔

اس پر امام صاحب نے کہا کہ سفر میں تو روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے، اس پر اس عورت نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی: ''وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ'' کہ روزہ رکھنا بہر حال بہتر ہے۔

اس پر امام عبداللہ بن مبارک نے اُسے کہا کہ جس طرح مَیں کلام کرتا ہوں تم بھی اُسی لہجے میں کلام کرو۔ اس پر اس عورت نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی:

''مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ'' یعنی تم خواہ کس طرح بولو کِراماً کاتبین اُسے لکھ لیتے ہیں۔

اس پر امام صاحب نے اُسے پوچھا: ”خالہ! آپ کا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟“ اُس نے جواباً قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی۔ ”وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ “یعنی جس چیز کا تجھے علم نہیں اُس کے پیچھے نہ لگ۔

اس سرزنش کے بعد امام صاحب نے اُسے کہا ”خالہ مجھے معاف کردیں کیونکہ مَیں نے غلطی کی ہے“ اس پر اُس عورت نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی:

”قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ “یعنی اللہ آپ کو معاف کرے تم پر کوئی ملامت نہیں۔

اس پر امام صاحب نے اُسے کہا کیا آپ میری اونٹنی پر سوار ہو کر اپنے قافلہ سے جا ملنے کو پسند کریں گی؟ اس پر اُس عورت نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی:

”قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ سُبْحٰنَ۔ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ“

مراد یہ تھی کہ امام صاحب اپنی آنکھیں نیچی رکھیں۔ مَیں اس سواری کے لئے خدا کی تعریف کرتی ہوں اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

اونٹنی پر سوار ہونے کے بعد جب امام صاحب نے اپنی اونٹنی کی مہار پکڑ کر اُسے ہانکا تو اُس عورت نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی: ”وَ اقْصِدْ فِیْ مَشْيِكَ وَ اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ “یعنی چال میانہ رکھو اور اُونچی واز سے نہ ہانکو۔ اس پر آپ آہستہ چلنا شروع ہوئے اور حدی خوانی شروع کردی۔ اس پر عورت نے کہا:

”فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ “یعنی حدی کی بجائے قرآن مجید پڑھو۔

کچھ دیر کے بعد امام صاحب نے کہا ”خالہ! کیا آپ شادی شدہ ہیں؟ اس پر عورت نے کہا:

”لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ “یعنی ایسی باتوں کے متعلق مت پوچھو جو اگر تمہیں بتادی جائیں تو تمہیں برا لگے گا۔

مراد یہ تھی کہ مَیں شادی شدہ ہوں۔ پھر جب چلتے چلتے آپ اُس عورت کے ساتھ اُس کے قافلے کے قریب پہنچے تو امام صاحب نے اُس سے پوچھا کہ ”کیا اس قافلے میں تمہارا کوئی بیٹا یا کوئی اور رشتہ دار ہے اس پر اُس عورت نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی: ”اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا“ مراد یہ تھی کہ اس قافلہ میں میرے بیٹے ہیں۔ اس پر

آپ نے اس سے پوچھا کہ اس قافلہ میں تمہارے بیٹے کس کام پر مامور ہیں؟ تو اس نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی: ''وَعَلٰمٰتٍ ط وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ''یعنی میرے لڑکے اس قافلے کے گائیڈ یعنی رہبر ہیں۔ اس پر امام صاحب نے اُس عورت سے اس کے لڑکوں کے نام پوچھے تو اُس عورت نے قرآن مجید کی یہ آیات پڑھیں ''وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا''، ''وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا''، ''يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ''یعنی میرے تین بچے ہیں۔ ابراہیم، موسیٰ اور یحییٰ۔ یہ سن کر امام صاحب نے بلند آواز سے ان تینوں لڑکوں کو پکارا تو وہ سب بڑی تیزی سے آپ کے پاس آگئے اور اُس عورت نے یہ آیت پڑھی: ''فَابْعَثُوْا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَا اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ ''یعنی جلدی کسی آدمی کو رقم دے کر بھیجو اور کھانا منگاؤ'' چنانچہ ان لڑکوں میں سے ایک جلدی کھانا لے کر آ گیا تو اس عورت نے امام صاحب کو مخاطب کر کے یہ آیت پڑھی: ''كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ ''یعنی امام صاحب آئیں اور ہمارے ساتھ کھانا کھائیں۔

کھانا کھانے کے بعد اُس عورت کے لڑکوں نے امام صاحب سے کہا کہ ہماری والدہ گذشتہ چالیس سال سے صرف قرآن مجید کی عبارت میں ہی ہم سے کلام کرتی ہیں اور جو اُن کے قرآن کریم سے عشق کی منہ بولتی گواہی ہے۔

کسی عرب نے کیا ہی خوب کہا ہے:

وَلِلنَّاسِ فِيْمَا يَعْشَقُوْنَ مَذَاهِبُ

یعنی لوگوں کے عشق کی کئی قسمیں ہیں، اس بدوی عورت کو قرآن مجید سے سچا عشق تھا۔ اس لئے وہ ہر بات میں قرآن ہی کی کوئی آیت پڑھ کر اپنا مدعا بیان کرتی تھی۔

اس دَور میں قرآن کریم کے ایک عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی کس وارفتگی سے اس صحیفہ ربانی کے ساتھ اپنے عشق کا اظہار کیا ہے فرماتے ہیں:

دل میں مرے ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

(عربی ادب کے شہ پارے صفحہ ۹ تا ۱۲ مؤلفہ و مرتبہ مکرم صوفی محمد اسحاق صاحب)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁
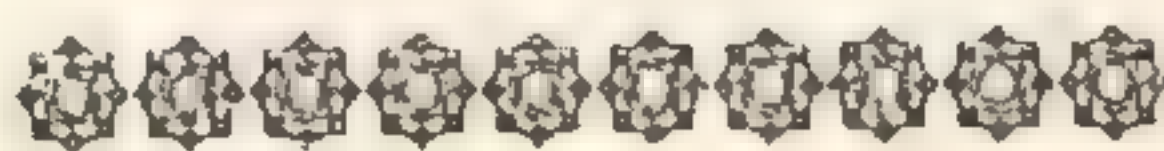
حکایات

(مرتبہ: مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول اپنی ساری زندگی قرآن مجید کا درس دیتے رہے۔ یہ آپ کی زندگی کا مستقل معمول تھا جو کہ وفات تک جاری رہا۔ آیات قرآن کریم کی تفسیر کرتے ہوئے حضور نہایت اچھوتے اور دلچسپ تفسیری نکات بیان فرمایا کرتے تھے۔ اسی طرح کئی مرتبہ نہایت سبق آموز واقعات بیان فرمایا کرتے تھے۔ انہی واقعات میں سے کچھ واقعات قارئین خالد کے مطالعہ کے لیے پیش ہیں۔ مدیر

صحابہ رضوان اللہ علیھم کی اطاعت اور توکل

''صحابہؓ ایسے بہادر تھے۔ کہ ایک دفعہ نبی کریمؐ نے ان سے کہا دریا کے کنارے پر جاؤ کچھ کام ہے۔ تین سو آدمی روانہ ہوئے۔ اور میں حیران ہوا کہ یہ نہیں پوچھا کہ ہماری رسد کا کیا انتظام ہوگا۔ کچھ کھجوریں مدینہ سے لے گئے جو رستے ہی میں ختم ہوگئیں۔ جب کچھ پاس نہ رہا تو کیکر کے پتے پھانک کر گزارہ کرتے رہے۔ پھر ایک وہیل مچھلی مل گئی جس پر تین سو آدمیوں نے سترہ روز تک گزارہ کیا۔ دیکھو اتباع۔ کیا محبت تھی جو ان لوگوں میں تھی''۔

(حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ ۱۴۹)

اطاعتِ امام

''اللہ تعالیٰ جان بھی لینا چاہے۔ وطن بھی۔ بہت کم لوگ یہ کام کر سکتے ہیں۔

میں قادیان میں صرف ایک دن کے لئے آیا اور ایک بڑی عمارت بنتی چھوڑ آیا۔ حضرت صاحب نے مجھ سے فرمایا: اب تو آپ فارغ ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ ارشاد فرمایا۔ آپ رہیں۔ میں سمجھا دو چار روز کیلئے فرماتے ہیں۔ ایک ہفتہ خاموش رہا۔ فرمایا: آپ تنہا ہیں ایک بیوی منگوالیں۔ تب مَیں سمجھا زیادہ دنوں رہنا پڑے گا۔ تعمیر کا کام بند کرا دیا۔ چند روز بعد فرمایا۔ کتابوں کا آپ کو شوق ہے۔ یہیں منگوا لیجئے۔ تعمیل کی گئی۔ فرمایا اچھا دوسری بیوی بھی یہیں منگوالیں۔ پھر مولوی عبدالکریم صاحب سے ایک دن ذکر کیا کہ مجھے الہام ہوا ہے۔

لاتصبّون اِلی الوطن فِیہِ تُھانُ وَتُمتَحَنُ.

یہ الہام نورالدین کے متعلق معلوم ہوتا ہے۔ مجھ سے فرمایا وطن کا خیال چھوڑ دو۔ چنانچہ میں نے چھوڑ دیا اور کبھی خواب میں بھی وطن نہیں دیکھا''۔

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ ۳۳)

اطاعت کے معنی

''بوعلی سینا ایک طبیب تھا۔امام غزالی اور امام رازی اچھی عربی لکھنے والے ہیں۔مگر یہ بھی ان سے کم نہیں۔ایک دن اس نے عمدہ تقریر کی۔ایک اُلّو کا پٹھا اس کا شاگرد بیٹھا تھا۔اس نے کہا آپ نبوت کا دعویٰ کرتے تو آپ کو زیبا تھا۔اس وقت ابن سینا خاموش رہا۔ایک دن سردی تھی۔ٹھنڈی ہوا اور یخ بستہ پانی موجود۔اس شاگرد سے کہا۔ذرا کپڑے اتار کر اس میں ہو آؤ۔وہ کہنے لگا خیر! کیا آپ مجنون تو نہیں ہوگئے؟ کہا۔کیا اس ہمت پر مجھے پیغمبر بناتا تھا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کو گھمسانوں میں جانے کا جو حکم دیتے تھے کیا وہ یہی جواب دیتے تھے؟''

(حقائق الفرقان جلد۲ صفحہ ۱۴۴)

خدا کا قانون

''ہارون الرشید کا ایک بھائی بڑا زیرک تھا۔اس نے اسے احتساب پر مقرر کیا۔اس نے بازار کی دوکانوں کی تحقیقات کی۔ایک دوکاندار سے پوچھا۔اس نے بتایا کہ پیسہ روپیہ نفع لیتے ہیں اور کبھی نقصان نہیں ہوتا بزاز سے پوچھا۔اس نے کہا۔چار آنہ فی روپیہ نفع لیتے ہیں۔کچھ رقم مار بھی لیتے ہیں۔مگر معمولی کام چلتا ہے۔پھر ان دوکانداروں کی خبر لی جن میں چور اپنا مال تھوڑی قیمت پر فروخت کر جاتے ہیں۔اس نے کہا نفع تو ہم ایک روپیہ کا سو بھی کما لیتے ہیں۔مگر ہمارا نقصان ہو کر حساب برابر میں رہ جاتا ہے۔بلکہ بعض وقت کھوٹ دھوکہ میں لے کر سخت نقصان اٹھاتے ہیں ہارون الرشید کے بھائی نے جا کر کہا۔احتساب کی ضرورت نہیں۔خدا خود ہی اپنا کارخانہ چلا رہا ہے''۔

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ ۴۲۸)

تجارت میں برکت

''ایک شخص کو گدا (یعنی مانگنے) کی عادت تھی۔دن بھر لقمہ کے لئے پھرتا رہتا آخر اس نے کعبہ کا دامن پکڑ کر توبہ کی اور دیا سلائیاں بیچنی شروع کیں اور چار پیسے سے تجارت شروع کی۔جس کے چھ پیسے بن گئے۔آخر یہاں تک نفع حاصل ہوا کہ وہ ایک کوٹھی کا مالک بن گیا۔اصل یہ ہے کہ صداقت اور راستبازی پر چلے اور جو نفع مل جائے لے لے۔یہ شکر گزاری کا نتیجہ تھا۔ایک عورت نے مجھے طبابت میں ایک دھیلا دیا جسے میں نے شکریہ سے لیا اور ہزاروں کمائے''۔

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ ۴۳۶)

گھر کا مالک اس کی حفاظت کرتا ہے

''ایک حبشیوں کا بادشاہ تھا جس نے اسی سال مکہ معظمہ پر چڑھائی کی جب کہ حضرت رحمۃ العالمین نبی کریم (صلی اللہ

علیہ وسلم) پیدا ہوئے۔ جب یہ شخص وادی محصر میں پہنچا۔ اس نے عمائد مکہ کو کہلا بھیجا کہ کسی معزز آدمی کو بھیجو۔ تب اہل مکہ نے عبدالمطلب نامی ایک شخص کو بھیجا جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا تھے۔ جب عبدالمطلب اس ابراہہ نام بادشاہ کے پاس پہنچے۔ وہ مدارت سے پیش آیا۔ جب عبدالمطلب چلنے لگے۔ اس نے کہا آپ کچھ مانگ لیں۔ انہوں نے کہا میری سواونٹنیاں تمہارے آدمیوں نے پکڑی ہیں وہ واپس بھیج دو۔ تب اس بادشاہ نے حقارت کی نظر سے عبدالمطلب کو کہا کہ تمہیں اپنی اونٹنیوں کی فکر لگ رہی ہے اور ہم تمہارے اس معبد کو تباہ کرنے کے لئے آئے ہیں۔

عبدالمطلب نے کہا۔ کیا ہمارا مولیٰ جو ذرّہ ذرّہ کا مالک ہے۔ جب یہ معبد (خانہ کعبہ) اسی کے نام کا ہے اور اسی کی طرف منسوب ہے تو وہ اس کی حفاظت نہیں کرے گا؟ اگر وہ اپنے معبد کی خود حفاظت نہیں کرنا چاہتا تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ آخر اس بادشاہ کے لشکر میں خطرناک وباء پڑی اور چیچک کا مرض جو حبشیوں میں عام طور پر پھیل جاتا ہے ان پر حملہ آور ہوا۔ اور اوپر سے بارش ہوئی اور اس وادی میں سیلاب آیا۔ بہت سارے لشکری ہلاک ہو گئے اور جیسے عام قاعدہ ہے کہ جب کثرت سے مردے ہو جاتے ہیں اور ان کو جلانے والا اور گاڑنے والا نہیں رہتا تو ان کو پرندے کھاتے ہیں۔ ان موذیوں کو بھی اسی طرح جانوروں نے کھایا۔ یہ کوئی پہیلی اور معمہ نہیں تاریخی واقعہ ہے''۔

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ ۴۹۷)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

خدا کی رضا

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

''مومن کی حالت تو یہ ہوتی ہے کہ شبلی سے کسی نے پوچھا۔ آپ اپنی عاقبت کے متعلق اللہ تعالیٰ سے کیا اُمید رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا میں تو خدا سے یہی کہوں گا کہ خدایا تو بے شک مجھے دوزخ میں ڈال دے مگر مجھ سے راضی ہو جا۔ حضرت جنید کہنے لگے شبلی ابھی بچہ ہے۔ اگر خدا مجھے کہے کہ جنید تم کیا چاہتے ہو؟ تو میں اسے یہ کہوں کہ خدایا جس میں تیری رضا ہے اگر تو جنت میں لے جانا چاہتا ہے تو جنت میں لے جا اور اگر تو دوزخ میں داخل کرنا چاہتا ہے تو دوزخ میں داخل کر دے۔ اب دیکھو دوزخ کا خیال کر کے بھی انسان کانپ اٹھتا ہے اور ایک منٹ کے لئے بھی دوزخ کے عذاب کو برداشت نہیں کر سکتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے بزرگ بندے بڑی بڑی قربانیاں کرنے کے بعد بھی یہی کہتے ہیں کہ خدایا اگر تو اسی طرح راضی ہونا چاہتا ہے تو بے شک دوزخ میں ڈال دے۔ حالانکہ دوزخ وہ چیز ہے جس کا خیال کر کے بھی انسان کانپ جاتا ہے تو دنیا کا دوزخ کچھ چیز نہیں اور کوئی قربانی ایسی نہیں جس کا کرنا خدا اور اس کے دین کے لئے ایک مومن انسان کے لئے دوبھر ہو''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 31 / مارچ 1944ء، مطبوعہ الفضل 7 / اپریل 1944)

مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب جب صدر خدام الاحمدیہ بنے تو حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) نے آپ کو درج ذیل خط تحریر فرمایا۔ تاریخی ریکارڈ اور تبرک کے لئے یہ خط شائع کیا جارہا ہے۔مدیر

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

پیارے برادرم مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی خدمت میں صدارت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا عہدہ سنبھالنے پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے دل کی گہرائیوں سے اُس نہایت ہی پُر خلوص اور بے نفس تعاون کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو میرے دور صدارت میں آپ نے اس عاجز کے ساتھ فرمایا۔ حقیقت یہ ہے کہ الفاظ ان جذبات شکر کے متحمل نہیں ہو سکتے۔

اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے آپ کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔ ہر آن آپ کا حافظ وناصر ہو اور جملہ خدام احمدیت کا بہترین اور مثالی تعاون آپ کو حاصل ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے خلیفہ کی رضا اور منشاء کے پر امن سائے تلے آپ اس عظیم ذمہ داری کے حقوق ادا کرنے والے ہوں۔ آمین . اللھم آمین.

والسلام

آپ کا مخلص بھائی

مرزا طاہر احمد

بنوامیہ کا عہد

(مکرم محمود احمد منیر صاحب)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق خلافت راشدہ کے بعد حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کے ذریعہ ملوکیت کے دور کا آغاز ہوا۔ اور خاندان بنوامیہ نے مسلمانوں کی زمامِ اقتدار سنبھالی۔ اس دور حکومت کا ایک

مختصر جائزہ پیش خدمت ہے۔

حضرت معاویہؓ بن ابی سفیانؓ

41ھ تا 60ھ۔ 661ء تا 660ء

آپ حضرت ابوسفیانؓ جو کہ آنحضرتؐ کے صحابی تھے کے بیٹے تھے۔ خود بھی صحابی تھے اور کاتب وحی تھے۔

آپؓ کے زمانہ خلافت میں خیبر کے راستے سب سے پہلے 44ھ میں مہلب بن ابی صفرۃ نے فوج کشی کرتے ہوئے کابل کو طے کر کے ہندوستان کی سرزمین پر قدم رکھا اور قلات تک آئے۔
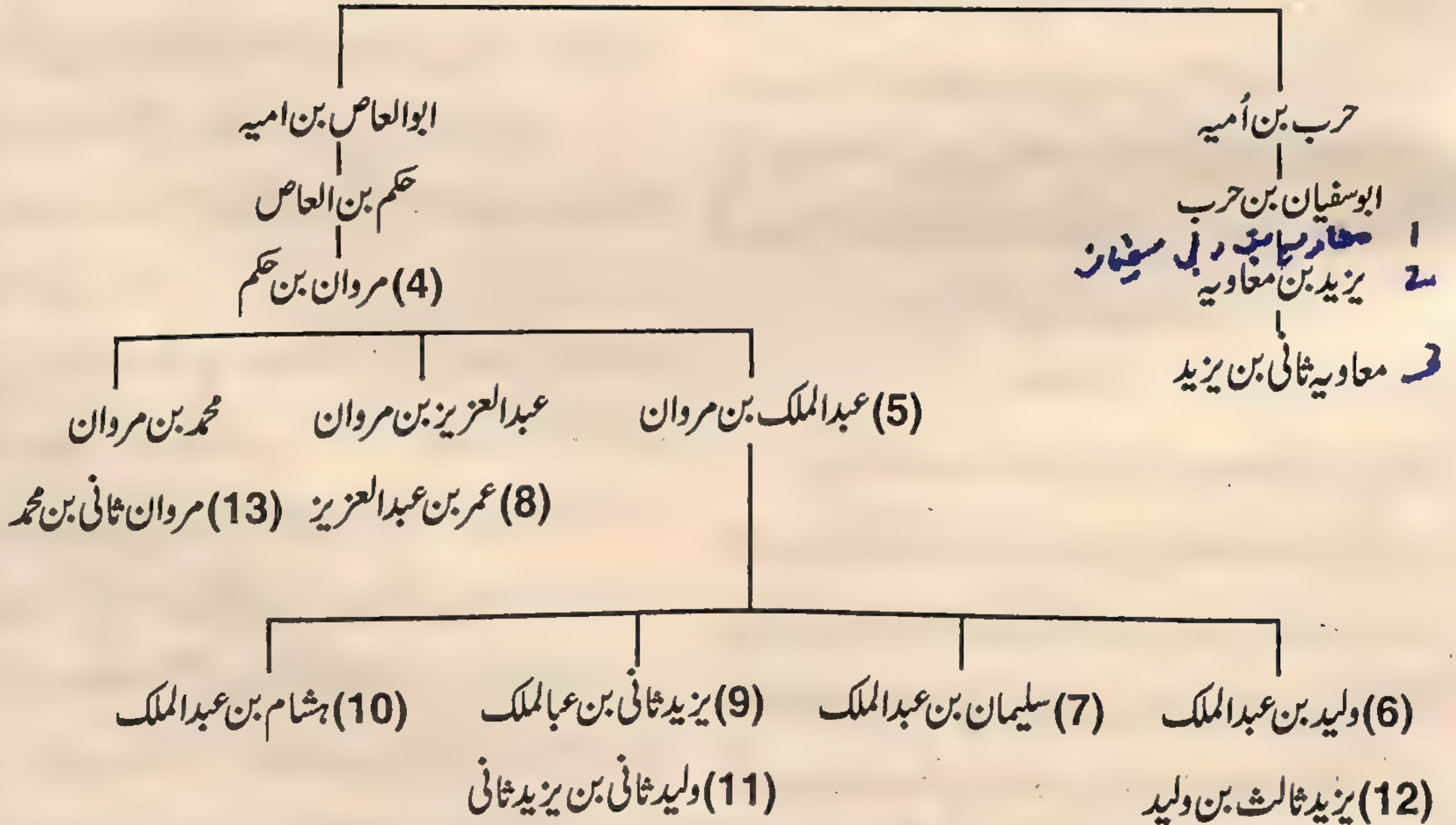
اس کے بعد مختلف سپہ سالاروں نے ہلمند۔ خضدار، قندھار، قلات کو فتح کیا۔

شمالی افریقہ کے مختلف علاقوں کو اسلامی لشکر نے فتح کیا۔

حضرت معاویہؓ نے عہد عثمانی میں بحری بیڑہ تیار کیا تھا۔ جس کے ذریعہ قبرص روڈس اور ارواڈ جزائر فتح ہوئے۔

پہلی بار مسلمانوں نے 49 ہجری میں قسطنطنیہ پر حملہ کیا۔

حضرت معاویہ کے مشیر کار انتہائی مدبر لوگ تھے۔ ان میں مشہور عمرو بن العاصؓ، مغیرہؓ بن شعبہ اور زیاد بن ابی سفیان تھے۔ حضرت معاویہؓ کی کامیابیاں آپ کی ذاتی حسن تدبیر اور انتظامی صلاحیتوں کے علاوہ ان مدبرین کے صلاح ومشورہ کا بھی نتیجہ تھیں۔

آپ کے زمانے میں اسلامی بحری بیڑہ انتہائی طاقتور تھا۔ اس زمانہ میں مسلمانوں نے پانچ سو بحری جہازوں کے ساتھ قبرص پر حملہ کیا تھا۔ بحری فوج کے سپہ سالاری کا ایک الگ شعبہ تھا۔ جس کے سالار کو امیر البحر کہا جاتا تھا۔

بلاذری کے مطابق تمام ساحلی مقامات پر جہاز سازی کے کارخانے تھے۔

حضرت معاویہ نے پہلی مرتبہ ایک دفتر سرکاری احکامات اور فرامین کی نقول کو محفوظ رکھنے کے لئے قائم کیا۔ اسے دیوان خاتم کہا جاتا تھا جو سرکاری حکم آپ جاری کرتے وہ پہلے دفتر آتا۔ اس دفتر میں اس کی نقل تیار کی جاتی اور پھر اس حکم نامے کو لفافہ میں بند کر کے مہر لگا کر آگے بھیجا جاتا۔

آپؓ کے دور حکومت میں مدینہ کے قرب وجوار میں نہر کظامہ، نہر ارزق اور نہر شہداء کھدوائیں گئیں۔

غیر مسلموں سے رواداری بھی آپؓ کے دور میں بے مثال تھی چنانچہ ابن آثال نصرانی کو آپ نے حمص کا کلکٹر مقرر فرمایا اور سرجون بن منصور رومی کو کاتب (پرائیویٹ سیکرٹری) مقرر فرمایا۔

سب سے پہلے حضرت معاویہؓ نے اپنے زمانے کے ایک ممتاز مورخ عبید بن شریح سے تاریخ قدیم کی داستانیں، سلاطین عجم کے حالات اور زبانوں کی ابتداء اور اس کے پھیلنے کی تاریخ لکھائی یہ مسلمانوں میں تاریخ کی پہلی کتاب تھی۔

آپؓ کی وفات 60 ھجری میں ہوئی۔

اپنی وفات سے قبل آپؓ نے خلفائے راشدین کے طریق سے ہٹ کر اپنے بعد اپنے بیٹے یزید بن معاویہ کا بطور ولی عہد تقرر کیا اور مسلمانوں سے اس کی بیعت بھی لی۔

یزید اوّل بن معاویہ

60ھ تا 64ھ

اس کی ولادت حضرت معاویہ کے دور تنعم میں ہوئی تھی۔ اس لئے اس کی زندگی عیش وعشرت سے مرکب تھی۔ اس کے دور حکومت کا سیاہ ترین باب حضرت امام حسینؓ کی شہادت اور اہل بیت پر مظالم تھے۔ ربیع الاوّل 64ھ میں فوت ہوا۔ اس کی عمر 38 سال تھی۔

معاویہ ثانی بن یزید

64ہجری

یزید کی موت کے بعد ربیع الاوّل 64ھ میں اس کا لڑکا معاویہ ثانی تخت نشین ہوا اس کی عمر اس وقت اکیس برس تھی۔ یہ انتہائی دیندار اور صالح انسان تھا۔ یزید کے دور حکومت کے حالات وواقعات کو دیکھ کر اس کا دل حکومت سے بھر گیا تین ماہ کے بعد تخت کو چھوڑ دیا اور چند ماہ بعد خانہ نشینی کی حالت میں اس کی وفات ہوگئی۔

مروان بن حکم

64ھ تا 65ھ

مروان بن حکم بنوامیہ کی دوسری شاخ بنی العاص سے تھا۔ مروان کا باپ حکم بن العاص حضرت عثمانؓ کا حقیقی چچا

تھا۔ حکم کی موت کے بعد حضرت عثمانؓ نے اسے اپنے پاس رکھا۔ اور یہ حضرت عثمان کا کاتب بھی تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے یزید کی موت کے بعد مروان بن حکم اور اس کے بیٹے عبدالملک بن مروان کو مدینہ سے جلاوطن کر دیا۔ مروان مدینہ سے نکل کر شام پہنچا۔ جہاں پر اس کے حامیوں نے اس کی بیعت کرلی۔

مروان نے اپنے بیٹوں عبدالملک اور عبدالعزیز کو ولی عہد مقرر کیا۔ رمضان 65ھ میں مروان بغیر کسی علالت کے فوت ہوگیا۔ اس وقت مروان کی عمر 63 سال تھی۔

عبدالملک بن مروان

65ھ تا 86ہجری

26 ھجری میں پیدا ہوا۔ مروان کی موت کے بعد 65 ھجری میں تخت نشین ہوا۔ اس کے دور کے واقعات میں توابین کا خروج اور اُن کا خاتمہ۔ مختار ثقفی کا خروج اور اس کا خاتمہ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے لڑائی اور ان کی شہادت زیادہ اہم ہیں۔

اس کے دور کا ایک اہم کارنامہ اسلامی سکے کا اجراء ہے۔ قبل ازیں مسلمانوں کی اپنی کوئی کرنسی نہ تھی بلکہ رومی، ایرانی اور مصری سکوں سے کام چلتا تھا۔ عبدالملک بن مروان نے 75ھ یا 76ھ میں اسلامی سکہ جاری کر کے دوسری اقوام کے سکوں سے نجات دلائی۔

دوسرا کارنامہ عبدالملک بن مروان کا عربی زبان کا دفتری زبان قرار دینا ہے۔ اس کے دور تک دفاتر فارسی اور رومی زبان میں تھے۔

65ھ میں عبدالملک نے جامع دمشق بنوائی اور صخرہ پر ایک عظیم الشان خوبصورت گنبد بنوایا۔

80ھ میں مکہ میں ایک بہت بڑا سیلاب آیا جس سے مکہ زیرآب آ گیا۔ آئندہ احتیاط کے لئے عبدالملک نے مکہ کے اردگرد حفاظتی بند بنوا دیا۔

15 شوال 86ھ میں اس کا انتقال ہوا اور سرزمین دمشق میں اسے دفن کیا گیا۔

ولید بن عبدالملک

86ھ تا 96ھ

عبدالملک نے اپنی زندگی میں ہی ولید کی ولی عہدی کی بیعت لے لی تھی۔ چنانچہ 86ھ میں عبدالملک کی وفات کے بعد یہ بادشاہ بنا۔ اس کی خوش قسمتی تھی کہ اسے قتیبہ بن مسلم، موسیٰ بن نصیر، طارق بن زیاد، محمد بن قاسم اور مسلمہ بن عبدالملک جیسے سپہ سالار اور فاتح نصیب ہوئے تھے۔

قتیبہ بن مسلم نے خراسان، بخارا، سمرقند، فرغانہ، طالقان، ترکستان کو فتح کیا اور چین پر حملہ کیا۔ خاقان چین نے معاہدہ صلح کیا۔

محمد بن قاسم نے سندھ پر حملہ کیا اور ملتان تک کا علاقہ فتح کیا۔

اسی طرح طارق بن زیادہ اور موسیٰ بن نصیر نے اندلس کو اسلامی سلطنت میں شامل کیا۔ مسلمہ بن عبدالملک نے حصن بولق، حصن اخرام، حصن بولس فتح کئے نیز طوانہ، حصنِ عموریہ اور آذربائیجان کے بعض شہر فتح کئے۔ اسی طرح طرسوس اور انطاکیہ کو فتح کیا۔

حجاج بن یوسف الثقفی جو کہ اموی حکومت کا قوت بازو تھا۔ ولید بن عبدالملک کے زمانے میں 96ھ میں فوت ہوا۔ حجاج نے قرآن کریم پر اعراب لگوائے۔ یہ اس کا عظیم کارنامہ تھا۔ نیز سندھ کی فتح بھی حجاج کی ہی یادگار ہے۔ گو

کہ حجاج کی سختی اور ظلم کے افسانے زبان زد عام ہیں۔

پہلی بار ولید نے تمام ممالک مقبوضہ کے معذور، ناکارہ اور اپاہج لوگوں کے وظیفے مقرر کئے بھیک مانگنے پر پابندی لگادی اور ان کی خدمت کے لئے آدمی مقرر کئے۔

ولید کا ایک کارنامہ مسجد نبوی کی توسیع ہے پرانی عمارت کو گرا کر مسجد سے متصل تمام حجرات امہات المومنین اور دیگر مکانات خرید کر شامل مسجد نبوی کر دیئے گئے۔ اسی طرح دمشق میں جامع اموی یا جامع دمشق کی تعمیر کی۔

ولید کا جمادی الاخر 96ھ میں انتقال ہوا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے نماز جنازہ پڑھائی۔ باختلاف روایات وفات کے وقت ولید کی عمر 42 سے 46 سال تھی۔

سلیمان بن عبدالملک

96ھ تا 99ھ

ولید بن عبدالملک کی وفات کے بعد اس کا بھائی سلیمان بن عبدالملک بادشاہ بنا۔ اس کے دور حکومت کے سیاہ کارناموں میں قتیبہ بن مسلم، محمد بن قاسم، موسیٰ بن نصیر اور عبدالعزیز بن موسیٰ جیسے جلیل القدر اور نامور سپہ سالاروں کا قتل شامل ہے۔

علاوہ ازیں سلمان بن عبدالملک کے دور حکومت 98ھ میں مسلمانوں نے قسطنطنیہ پر دوبارہ حملہ کیا لیکن یہ حملہ بھی ناکام رہا۔

سلیمان کی وفات 99ھ کو ہوئی۔ وفات سے قبل اُس نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔ یہ اس کا سب سے بہترین فعل تھا۔ حالانکہ خود سلیمان کے بیٹے اور حقیقی بھائی موجود تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز

99ھ تا 101ھ

99ھ میں آپ تخت نشین ہوئے۔ آپ مروان بن حکم کے پوتے تھے اور ام عاصم جو کہ حضرت عمر فاروق کی پوتی تھیں کے بیٹے تھے۔

آپؒ کی تعلیم و تربیت مشہور محدث صالح بن کیسان کی نگرانی میں ہوئی۔ آپ ولید بن عبدالملک کے بھتیجے اور داماد تھے۔

سلیمان بن عبدالملک کی تدفین کے بعد گھر آئے تو لونڈی نے چہرے پر تفکر کے اثرات دیکھ کر پوچھا کہ کیا وجہ ہے فرمایا۔

''اس سے بڑھ کر فکر و تشویش کی اور کیا بات ہوگی کہ مشرق و مغرب میں امت محمدیہ کا کوئی ایسا فرد نہیں جس کا مجھ پر حق نہ ہو اور بغیر مطالبہ اور اطلاع کے اس کا ادا کرنا مجھ پر فرض نہ ہو۔''

حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز نے حقیقی طور پر اس ملوکیت کے دور میں خلافت راشدہ کے یادگار نمونوں کو زندہ کیا۔ اور سب سے پہلے خود اپنی جائیداد بیت المال کے حوالے کر دی اور بعد ازاں تمام اہل خاندان کو اپنی جائیدادیں بیت المال کے سپرد کر دینے کا حکم دیا۔ اس طرح تمام ممالک میں ضبط کی گئی تمام جائیدادیں وارثوں کو مل گئیں۔ آپؒ نے باغ فدک کی جائیداد کو بھی بیت المال کے سپرد کر دیا۔

تمام ناجائز ٹیکس معاف کر دیے۔ بیت المال کی حفاظت کا نہایت کڑا انتظام فرمایا۔ شیر خوار بچوں تک کے وظائف مقرر کئے۔ ایک عام لنگر جاری کیا۔ جس سے ناداروں کو کھانا ملتا تھا۔ آپ کے دور حکومت کے اڑھائی

سال میں لوگ صدقہ دیتے تھے لیکن صدقہ لینے والا کوئی ملتا نہ تھا۔

ذمی کے خون کی قیمت مسلمان کے خون کے برابر تھی۔ ایک مقدمہ میں ایک عیسائی ذمی اور ہشام بن عبدالملک دونوں کو برابر کھڑا کیا۔

شریعت کے قیام کے سلسلے میں آپؒ نے حکم دیا کہ کوئی ذمی مسلمانوں کے شہروں میں شراب نہ لائے اور شراب کی تمام دکانوں کو حکماً بند کروادیا۔

آپؒ نے احیائے شریعت کے سلسلے میں انتہائی ٹھوس اور سخت اقدامات کئے۔ 101ھ میں آپؒ مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ جو کہ باختلاف روایات طبعی یا ارادہ قتل کے تحت زہر دینے سے شروع ہوا۔ آپ 39 یا 40 سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

آپؒ کے دورِ حکومت کا ایک اہم کام تعلیم اور خصوصاً مذہبی تعلیم کی اشاعت تھا۔ آپ نے علماء کو فکر معاش سے آزاد کردیا۔ حمص کے گورنر کو لکھا کہ فقہ کی تعلیم میں مصروف علماء کو سو سو دینار بیت المال سے ادا کیا کرو۔

نافع مولیٰ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو حدیث کی تعلیم دینے کے لئے مصر بھجوایا قاری جعثل بن عامان کو قرأت کی تعلیم کے لئے مصر و مغرب میں بھجوایا یزید بن مالک اور حارث بن یمجد اشعری کو بدوؤں کی تعلیم و تربیت پر مقرر کیا۔

عاصم بن قتادہ کو حکم دیا کہ وہ جامع دمشق میں مغازی و سیرت النبیؐ کے درس دیا کریں۔

آپ کی ذات کے اندر تقویٰ، طہارت، تواضع، مساوات، محبت الٰہی اور خشیت الٰہی نمایاں اوصاف تھے۔

یزید بن عبدالملک

101ھ تا 105ھ

حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا۔ تخت نشینی کے بعد حضرت عمرؒ کی اصلاحات جاری رکھنے کی کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہ ہوسکا۔ اور چالیس دن کے بعد دوبارہ وہی پرانا نظام جاری کردیا۔

یزید کے دورِ حکومت میں یزید بن مہلب نے بغاوت کی اور بغاوت میں اسے شکست ہوئی اور تمام خاندان کا خاتمہ ہوگیا۔

اس کے علاوہ یزید کے دورِ حکومت میں صغد کش، نسف کے علاقوں نے بغاوت کی لیکن یہ بغاوتیں کچلی گئیں۔

تخت نشینی کے کچھ عرصہ بعد اس نے اپنے بھائی ہشام اور بیٹے ولید کو ولی عہد مقرر کیا۔

شعبان 105ھ میں سل کی بیماری سے وفات پاگیا۔

ہشام بن عبدالملک

105ھ تا 125ھ

یزید کی موت کے بعد ہشام بن عبدالملک بادشاہ بنا۔ اس کی حکومت کے دوران وسط ایشیا خاص طور پر لڑائیوں کا مرکز رہا۔ وسط ایشیا کے چھوٹے چھوٹے سرکش فرمانروا اموی باجگزار تھے۔ لیکن جہاں گرفت ڈھیلی ہوتی بغاوت کردیتے۔ لیکن ہشام نے بڑی کامیابی سے ان کو کنٹرول کئے رکھا۔

اسی طرح ہشام کے دور میں آرمینیا اور آذربائیجان کے علاقے بھی لڑائیوں کا مرکز رہے چنانچہ ان علاقوں کو بھی مطیع بنالیا گیا۔ علاوہ ازیں سندھ میں بھی فتوحات کا

سلسلہ دوبارہ شروع ہو گیا۔

ہشام کے دور حکومت میں مسلمانوں نے فرانس کو فتح کرنے کی کوشش لیکن کامیابی نصیب نہ ہوئی۔

علاوہ ازیں اسی کے دور میں بربر اقوام نے بغاوت کی۔ لیکن انہیں بھی ہشام نے سختی سے کچل دیا۔

اس کے دور میں بنو عباس نے سر اٹھانا شروع کیا گو کہ ابھی کھل کر سامنے نہیں آئے تھے ہشام نے 125ھ میں خناق کے مرض سے وفات پائی۔

ہشام علم وفضل کا دلدادہ تھا۔ امام زہری سے احادیث کا مجموعہ تیار کروایا فارسی کی ایک اہم کتاب جس میں اہل فارس کے علوم وفنون، تاریخ، سیاسی راہنماؤں کے حالات اور واقعات پر مشتمل تھی۔ اس کا ترجمہ کتاب المصور کے نام سے کروایا۔ اس کا تذکرہ مسعودی نے کتاب التنبیہ والاشراف میں کیا ہے۔

ولید ثانی بن یزید بن عبدالملک

125ھ تا 126ھ

یزید بن عبدالملک کا بیٹا ولید ثانی ہشام کی موت کے بعد تخت نشین ہوا لیکن یہ ہر اعتبار سے نااہل اور فسق و فجور میں مبتلا شخص تھا۔

ہشام نے اسے اپنی زندگی میں سدھارنے کی کوشش کی تھی۔ اس میں کامیابی نہ ہونے پر ہشام اسے ولی عہدی سے ہٹانا چاہتا تھا۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ تخت نشینی کے بعد ولید نے ہشام کے معتمدین اور مقرب افراد پر ظلم کرنے شروع کر دیے۔

اس کے دور میں یحیٰی بن زید نے علم بغاوت بلند کیا۔ لیکن ناکام رہا اور قتل ہو گیا۔

ولید کے مظالم اور ناعاقبت اندیشی نے خاندان بنی امیہ کے افراد کو اپنے خلاف کر دیا۔ نیز یمنی قبائل جو کہ بنوامیہ کی سپر تھے ان مظالم کی وجہ سے ولید ثانی سے متنفر اور دور ہٹ گئے۔ ولید نے اپنے چچا ہشام کے بیٹے سلیمان کو بھی تشدد کا نشانہ بنایا۔ جس پر افراد خاندان نے یزید بن ہشام بن عبدالملک کے ہاتھ پر بیعت کر کے حمص اور دمشق کے درمیان قلعہ نجراءمیں ولید سے لڑائی کر کے اسے قتل کر دیا یہ جمادی الثانی 126ھ کا واقعہ ہے

یزید ثالث بن ولید المعروف بہ یزید الناقص

126ھ

ولید کے قتل کے بعد جب 126ھ میں یزید بن ولید تخت نشین ہوا اس نے فوج کی تنخواہ کم کر دی۔ اس لئے اسے یزید الناقص کہتے ہیں۔ اب چونکہ یمنی قبائل نے ولید ثانی کو قتل کیا تھا۔ اس لئے ملک میں یمنی اور مضری قبائل کے اندر تصادم شروع ہو گیا۔ مضری قبائل نے ولید کے قتل کا بدلہ لینے کا اعلان کیا۔ حمص کے باشندوں نے یزید کی بیعت نہ کرنے کا اعلان کیا۔

مروان بن عبداللہ بن عبدالملک نے ان کا ساتھ دیا۔ لیکن اہل حمص سے شکست کھائی اور پھر اطاعت کر لی۔

فلسطین اور اردن والوں نے بھی بغاوت کی لیکن شکست کھا کر اطاعت کر لی۔

یزید کے آخری ایام میں مروان بن محمد نے جزیرہ پر قبضہ کر لیا اور بغاوت کر دی لیکن یزید نے جزیرہ، آرمینیہ، موصل اور آذربائیجان کی حکومت مروان کو دے کر اپنی بیعت کروالی۔ چھ ماہ بعد 126ھ میں ہی یزید ثالث کی وفات ہو گئی۔

ابراہیم بن ولید بن عبدالملک

126ھ تا 127ھ

یزید نے اپنے بھائی ابراہیم کو ولی عہد بنایا۔ یزید کی وفات کے بعد اس کی حکومت کو تسلیم نہیں کیا گیا۔ مروان بن محمد نے اس زمانہ میں شام پر حملہ کیا اور فتح حاصل کرلی۔

پھر اہل حمص نے بھی مروان بن محمد کی اطاعت کرلی۔

پھر دمشق پر حملہ کیا۔ ابراہیم مقابلہ نہ کرسکا اور بھاگ نکلا اس طرح چار ماہ میں اس کی حکومت ختم ہوگئی۔

مروان ثانی بن محمد بن مروان

127ھ تا 132ھ

صفر 127ھ میں تخت نشین ہوا۔ مروان ایک عمر رسیدہ، مستقل مزاج اور بہادر بادشاہ تھا لیکن اموی حکومت کے زوال کو روک نہ سکا۔ ایک طرف تو یمنی اور مضری قبائل کی آپس میں رقابت اور مخالفت تھی اور دوسرے عباسی تحریک اپنے عروج پر پہنچ رہی تھی۔ شام میں یمنی قبائل نے بغاوت کی اور مروان کی مخالفت کی۔

عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر طیار نے بغاوت کی اور ہاشم کو میدان میں لے کر آئے۔ یمنی اور ربیعہ کے قبائل ان کے ساتھ مل گئے۔ لیکن بغاوت ناکام رہی۔ مروان کے عہد کی بدنظمی کی وجہ سے خوارج نے بھی بغاوت کی۔ گوکہ قبل ازیں بھی اموی بادشاہوں کو اس قسم کی معاملات سے واسطہ پڑتا تھا۔ لیکن اس وقت ان کی طاقت یمنی اور مُضری قبائل ان کے ساتھ تھے۔ لیکن اب صورتحال اس کے برعکس تھی اور یمنی اور مُضری قبائل میں آپس کی مخاصمت شروع تھی۔

ابراہیم کے دور میں عباسی تحریک کو بڑا فروغ ملا تھا اب اس کو ابو مسلم خراسانی جیسا راہنما نصیب ہوگیا۔ اس نے یمنی اور مُضری قبائل کی لڑائی کو جانچا اور ربیعہ اور یمن کے ساتھ اپنا اتحاد قائم کرلیا۔

اپنے دورِ حکومت کے دوران مروان نے عباسی تحریک کی روح رواں امام ابراہیم بن عبداللہ بن علی کو گرفتار کر کے قید میں قتل کردیا۔ اس پر خراسانیوں نے امام ابوالعباس بن عبداللہ بن علی کی زیر قیادت اموی حکومت کے خلاف خروج کیا۔

ابو مسلم خراسانی کے ہمراہ عباسیوں نے خراسان، عراق پر قبضہ کرلیا۔

ربیع الاوّل 132ھ کو کوفہ میں عباسیوں نے ابوالعباس بن عبداللہ کی بیعت کی۔ مروان نے ہر جگہ بنوعباس کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی لیکن جزیرہ، موصل، حران، شام، حمص، دمشق، فلسطین، مصر ہر مقام پر اسے شکست ہوئی اور آخر ذی الحجہ 132ھ میں اسے قتل کردیا گیا۔

بنی عباس نے اموی حکومت کے خاتمہ پر بنی امیہ کے افراد پر انتہائی وحشت ناک اور دردناک مظالم کئے۔ جو دورِ ملوکیت کے سیاہ باب ہیں۔

غرض بنوامیہ کا دور 41ھ تا 132ھ پر محیط تھا اور کل تیرہ بادشاہ اس دوران ہوئے۔

(ماخذ۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد، تاریخ الامم والملوک، الکامل فی التاریخ، البدایہ والنھایہ، تاریخ یعقوبی، فتوح البلدان، مروج الذھب)

آل پاکستان ہارڈبال کرکٹ ٹورنامنٹ 2006

(مکرم مظفراحمد قمر صاحب مہتمم صحت جسمانی)

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے شعبہ صحت جسمانی کو یکم اپریل تا 18 اپریل 2006ء آل پاکستان کرکٹ ٹورنامنٹ نئے جلسہ گاہ نزد بیوت الحمد میں انعقاد کی توفیق ملی۔ فالحمد للہ علی ذلک

اس ٹورنامنٹ کی تیاری اور اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ایک انتظامیہ تشکیل دی گئی اور اس کی منظوری مکرم صدر صاحب مجلس سے حاصل کی گئی۔

ٹورنامنٹ کا باقاعدہ آغاز یکم اپریل 2006ء بروز ہفتہ محترم فرید احمد نوید صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے دعا کے ساتھ کروایا۔

اس ٹورنامنٹ میں پاکستان بھر کے 12 اضلاع یا علاقہ جات کی ٹیمیں شامل ہوئیں جنہیں 4 پولز میں تقسیم کیا گیا۔ ہر پول میں تین ٹیمیں تھیں۔ پول A میں ربوہ، سیالکوٹ، ملتان اور پول B میں لاہور (ضلع)، فیصل آباد، بہاولپور (ڈی جی خان)۔ پول C میں کراچی، سرگودھا، گوجرانوالہ۔ پول D میں راولپنڈی، لاہور (علاقہ) اور سندھ کی ٹیمیں شامل تھیں۔

روزانہ 35-35 اوورز پر مشتمل ایک میچ ہوتا رہا۔ پول میچز کے بعد پول A کی ونر ٹیم کا پول D کی ونر ٹیم کے ساتھ اور پول B کی ونر ٹیم کا پول C کی ونر ٹیم کے ساتھ دو سیمی فائنل میچز ہوئے۔ پہلا سیمی فائنل مورخہ 16 اپریل کو ربوہ اور علاقہ سندھ کے درمیان کھیلا گیا جبکہ دوسرا سیمی فائنل مورخہ 17 اپریل کو علاقہ بہاولپور (ڈی جی خان) اور کراچی کے درمیان کھیلا گیا۔ اس طرح ربوہ اور کراچی کی ٹیمیں سیمی فائنل میچ جیت کر فائنل میں پہنچیں۔ فائنل ربوہ کی ٹیم نے ایک سنسنی خیز مقابلہ کے بعد جیت لیا۔

اس ٹورنامنٹ کے لئے گراسی گراؤنڈ کو بڑی محنت کے ساتھ تیار کیا گیا۔ گراؤنڈ کی تیاری انٹرنیشنل لیول پر کروائی گئی۔ جس میں گراؤنڈ کی آؤٹ فیلڈ کی تیاری کے ساتھ ساتھ تین پچیز (Pitches) کو بھی روزانہ میچ کے بعد تیار کیا جاتا رہا۔ ان پچیز (Pitches) کی تیاری کے لئے ہمارے گراؤنڈز مین نے بہت محنت کی اور اس ٹورنامنٹ کو کامیاب بنایا۔

اس ٹورنامنٹ میں مکرم عبدالحئی چیمہ صاحب کوچ فضل عمر کرکٹ کلب، ایمپائر صاحبان اور ان کے رفقاء کار کا بھرپور تعاون رہا۔ اسی طرح مکرم و محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے بھی قدم بقدم ہماری راہنمائی فرمائی۔

اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی تھے۔

مکرم و محترم صاحبزادہ صاحب نے کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے اختتامی تقریب سے کافی وقت پہلے تشریف لا کر میچ دیکھا اور پھر قیمتی نصائح سے نوازا اور آخر پر دعا بھی کروائی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

لائبریری آف کانگریس

(مکرم جواد احمد صاحب۔ ربوہ)

لائبریری آف کانگرس امریکہ کی قومی لائبریری ہے۔ یہ امریکی کانگرس کا تحقیقی مرکز ہے۔ اس میں کتب کے لئے اندازاً 530 میل (850 کلومیٹر) لمبے شیلف ہیں اور اس کے متعلق یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ برٹش لائبریری کے بعد یہ دنیا کی سب سے بڑی لائبریری ہے۔ اس میں مختلف اقسام کی 130 ملین سے زائد اشیاء ہیں۔ جبکہ برٹش لائبریری میں 150 ملین سے زائد اشیاء ہیں۔

لائبریری آف کانگرس کے کیٹلاگ میں 29 ملین سے زائد کتب اور دیگر شائع شدہ مواد شامل ہے جو کہ 470 مختلف زبانوں میں ہے۔ اس کے علاوہ 58 ملین سے زائد قلمی نسخے ہیں۔ یہ لائبریری دنیا کی نادر اور نایاب کتب کا سب سے بڑا ذخیرہ ہے۔ اس میں Gutenberg Bible بھی شامل ہے۔ اس طرح یہ لائبریری اُن تمام اشیاء کا دنیا میں سب سے بڑا ذخیرہ ہے۔ جن کو لائبریری میں رکھنے کی قانون اجازت دیتا ہے مثلاً فلمیں، 4.8 ملین نقشے، موسیقی کے چارٹ (وہ کاغذات جن سے پڑھ کر میوزک انسٹرکٹر ہدایات دیتا ہے) اور 2.7 ملین کیسٹس۔

لائبریری کا انچارج، لائبریرین آف کانگرس کہلاتا ہے۔ یہ لائبریری 24 اپریل 1800ء کو قائم ہوئی جب صدر جان ایڈمز نے ان کتب کی خریداری کے لئے 5000 ڈالر کا بجٹ منظور کیا۔ جو کانگرس کے لئے مددگار ثابت ہوسکتی تھیں۔ اسی طرح ان کتب کو رکھنے کے لئے ایک مناسب اپارٹمنٹ کا انتظام کیا گیا۔ اصل لائبریری 1814ء کو نئے Capital میں قائم کی گئی جب برطانوی سپاہیوں نے Capital کی عمارت کو آگ لگا دی اور لائبریری کے ایک چھوٹے حصے کو تباہ کر دیا جو 3000 جلدوں پر مشتمل تھا۔

ایک مہینے کے اندر اندر سابق صدر تھامس جیفرسن نے اپنی ذاتی لائبریری کو متبادل کے طور پر پیش کر دیا۔ جیفرسن نے ان کتابوں کی تلاش میں 50 سال صرف کئے تھے۔ اُس نے اس لائبریری میں امریکہ اور سائنس سے متعلقہ تمام نادر نایاب اور قابل قدر اشیاء کو جمع کر رکھا تھا۔ اس کی لائبریری امریکہ کی لائبریریوں میں سے بہترین شمار کی جاتی تھی۔ جیفرسن بری طرح قرض کے بوجھ تلے دبا ہوا تھا اُس نے اپنے قرض خواہوں کو مطمئن کرنے کے لئے کتابوں کو بیچنے کا طریقہ تلاش کیا۔ اُس نے اپنی طبیعت کے خلاف ان کتب کو بیچنے میں پہل کی جن میں فلسفہ، سائنس، لٹریچر اور غیر ملکی زبانوں کی کتابوں کی ایک بہت بڑی تعداد شامل تھی۔ اس طرح اس میں بعض ایسی کتب بھی تھیں جو عموماً عام لائبریری میں دیکھنے کو نہیں ملتیں۔

اس نے لکھا کہ میرے خیال میں ان میں کوئی ایسی سائنسی کتاب نہیں جس کو کانگرس اپنے ذخیرہ کتب میں شامل کرنا ناپسند کرے اور درحقیقت ان میں کوئی ایسا مضمون نہیں جس کا حوالہ کسی نہ کسی موقع پر کانگرس کے کسی ممبر نے نہ دیا ہو۔ جنوری 1815ء کو کانگرس نے جیفرسن کی اس پیشکش کو

قبول کیا اور 6487 کتابوں کے عوض تقریباً 23450 امریکی ڈالر دیے۔ اور اس طرح ایک عظیم قومی لائبریری کی بنیاد رکھی گئی۔ جیفرسن کا یہ عمومی نظریہ اور یہ یقین کہ لائبریری آف امریکہ کے لئے تمام مضامین اہم ہیں آج کی لائبریری آف کانگرس کے وسیع ذخیرہ کی پالیسی کی دلیل ہے۔

24 دسمبر 1851ء کو اس لائبریری میں آگ لگ گئی جس سے 35000 کتابیں اور کرسٹوفر کولمبس کی اصل تصویر تباہ ہوگئیں۔ اسی طرح اس آگ سے امریکہ کے پہلے پانچ صدروں کی تصویریں بھی تباہ ہوگئیں۔

اب لائبریری واشنگٹن ڈی سی میں تین الگ الگ عمارتوں پر مشتمل ہے۔

۱۔ تھامس جیفرسن بلڈنگ۔ اس کا آغاز 1897ء میں ہوا۔ یہ لائبریری کی عمارت کا بنیادی حصہ ہے۔

۲۔ جان ایڈمز بلڈنگ۔ لائبریری کے وسیع کرنے کے لئے 1938ء میں اس کا آغاز کیا گیا۔

۳۔ جیمز میڈیسن میموریل بلڈنگ۔ 1981ء میں اس کا آغاز لائبریری کے نئے ہیڈکوارٹر کے طور پر کیا گیا۔

☆☆☆

مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

''آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کو کثرت سے پڑھا کریں۔ کیونکہ انہوں نے ہی ہمیں یہ باتیں بتائی ہیں۔ ہمیں یہ بتانے والا کون ہے؟ کہ یہ آخری زمانہ ہے اور وہ انقلاب عظیم جو محمد ﷺ کی بعثت سے شروع ہوا تھا وہ اس زمانہ میں اپنے عروج کو پہنچنے والا ہے اور نوع انسان امت واحدہ اور ایک خاندان بننے والی ہے۔ ہمیں یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا ہے اور کسی نے نہیں بتایا۔ اور پھر اس مقصد کے حصول کیلئے جس چیز کی ضرورت تھی۔ علمی لحاظ سے یا اخلاقی لحاظ سے یا روحانی لحاظ سے یا مجاہدہ کے لحاظ سے یا ایثار کے لحاظ سے یا قربانی کے لحاظ سے اس کا علم بھی ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ بھی لکھا یا کہا ہے وہ قرآن عظیم کی تفسیر ہے یا محمد ﷺ کے ارشادات کی شرح ہے اس لئے کہ قرآن کریم ایک کامل اور مکمل ہدایت ہے اور دنیا میں کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا اور نہ جن سکتی ہے کہ جو دنیا میں آکر یہ اعلان کرے کہ میں قرآن کریم سے یہ چیز زائد تمہیں بتا رہا ہوں جو قرآن کریم نے نہیں بتائی تھی اور تمہارے لئے ضروری ہے۔ یا یہ چیز اس میں سے نکال رہا ہوں اس کی اب ضرورت نہیں رہی۔ قرآن کریم میں ہے اور پہلے وقتوں میں اس کی ضرورت ہوگی لیکن اب اس کی ضرورت نہیں۔ قرآن کریم میں کوئی ناسخ اور منسوخ نہیں۔ کوئی آیت قرآن کریم کی منسوخ نہیں۔ کوئی لفظ قرآن کریم کا منسوخ نہیں۔ کوئی حرف قرآن کریم کا منسوخ نہیں کوئی زیر زبر اور پیش اور کوئی نقطہ قرآن کریم کا منسوخ نہیں۔ یہ تعلیم ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں دی ہے۔ آج کے مسائل کو حل کرنے کیلئے، آج کی ذمہ داریوں کو نباہنے کیلئے اور یہ انقلاب عظیم جو اپنے عروج کی طرف حرکت میں آگیا ہے اس حرکت کا ایک حصہ بننے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا پڑھنا ضروری ہے۔ (مشعل راہ جلد دوم صفحہ 433)

وادئ نیلم

(وقار احمد)

2005ء میں آنے والے زلزلہ سے مظفر آباد کے قریب علاقے زیادہ متاثر ہوئے ہیں لیکن نیلم وادی زیادہ تر وادی اس آفت سے محفوظ ہے۔ مدیر

سیر و تفریح انسانی زندگی کے لئے بہت اہم ہے۔ اس سے انسان معمول کی زندگی سے ہٹ کر آرام اور راحت کے ساتھ ساتھ قدرت کے حسین عجائبات اور نظارے دیکھتا ہے یہ نہ صرف آرام و راحت بلکہ فطرت اور آثار قدیمہ کے علم کے حصول کا بھی اہم ذریعہ ہے۔

ہمارا پیارا پاکستان دریاؤں اور کوہساروں، ریگستانوں اور میدانوں کی سرزمین ہے۔ یوں تو آپ نے پاکستان کے بہت سے شمالی علاقہ جات کی خوبصورتی کے قصے سنے ہوں گے اور بعض نے ان علاقوں کو دیکھا بھی ہوگا۔ لیکن جس علاقے کے بارے میں میں آپ کو بتانے جا رہا ہوں۔ اس کے بارے میں آپ نے ہو سکتا ہے سنا تو ہو لیکن دیکھا بہت ہی کم لوگوں نے ہوگا۔ لیکن خوبصورتی میں یہ علاقہ کسی بھی علاقے سے کم نہیں۔ نہ صرف یہ علاقہ ظاہری خوبصورتی سے مالا مال ہے بلکہ یہ معدنی دولت سے بھی مالا مال ہے۔ اس وجہ سے اس حسین وادی کا نام بھی ''وادی نیلم'' ہے یہ وادی آزاد کشمیر میں واقع ہے اور دارالحکومت مظفر آباد کے شمال مشرق میں دریائے نیلم کے ساتھ ساتھ دونوں اطراف میں 240 کلومیٹر کے علاقے میں پھیلی ہوئی ہے۔ سطح سمندر سے 2500 فٹ سے لے کر 15000 فٹ تک یہ بلند علاقہ وادی کاغان کے متوازی ہے اور پہاڑی سلسلے انہیں ایک دوسرے سے جدا کرتے ہیں۔ یہاں سدا بہار جنگلات ''شفا بخش'' معطر معطر جڑی بوٹیاں، جنگلات سے گھرے برف پوش بلند و بالا پہاڑ، مختلف رنگوں کے خودرو پھول، خوشنما اور خوش آواز پرندے، شیریں و شفاف ٹھنڈے پانی کے چشمے، شور مچاتے ندی نالے اور آبشاریں اس وادی کا زیور ہیں۔ اسی طرح وادی میں جنگلی حیات، ٹھنڈے شفاف پانیوں کے چشمے۔ لذیز مچھلی ٹراؤٹ۔ پھلدار درخت اور آثار قدیمہ کی موجودگی وغیرہ سے بھی سیاح لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔

سیر و سیاحت ہو یا ہائیکنگ یہ وادی ہر لحاظ سے آپ کے شوق کی تکمیل کر سکتی ہے۔ اس لئے ہم آپ کو اس وادی کے کچھ ہائیکنگ ٹریکس اور کچھ سیاحتی مقامات کا تعارف کروائیں گے۔

وادی نیلم جانے کے لئے آپ کو سب سے پہلے مظفر آباد جانا ہوگا۔ مظفر آباد سے آگے جانے کے لئے بہتر ہے کہ علی الصبح سفر شروع کریں۔ مظفر آباد کے بس سٹینڈ سے آپ کو بس اور ہائی ایس سروس دونوں مل جائیں گی۔

مظفر آباد سے نکلنے کے بعد سب سے پہلا سیاحتی مقام

پٹیکہ ہے جو مظفر آباد سے 17 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں ایک چھوٹا سا بازار بھی ہے جس میں ہوٹل بھی موجود ہیں اس لئے آپ ناشتہ یہاں آ کر بھی کر سکتے ہیں۔ یہاں شعبہ وائلڈ لائف کا پارک۔ مچھلیوں کی افزائش گاہ اور ریسٹ ہاؤس بھی موجود ہیں۔

پٹیکہ سے تقریباً 57 کلومیٹر کے فاصلہ پر کنڈل شاہی نام کا ایک خوبصورت مقام واقع ہے۔ دریائے نیلم کے علاوہ نالہ جاگراں صاف شفاف جھاگ اڑاتا ہوا اس کی خوبصورتی میں اضافہ کرتا ہے۔ یہ نالہ ٹراؤٹ مچھلی کی وجہ سے بھی اہمیت کا حامل ہے علاوہ ازیں پن بجلی کے ایک منصوبے پر بھی کام جاری ہے۔ یہاں بھی ایک چھوٹا سے بازار ہے جہاں سے ضرورت کی تمام چیزیں مل جاتی ہیں۔

کنڈل شاہی سے تقریباً 6 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع یہ مقام ناپختہ سڑک کے ذریعہ ملا ہوا ہے یہاں ٹراؤٹ مچھلی کی افزائش گاہ اور ریسٹ ہاؤس بھی موجود ہے۔ یہاں سے ایک ہائیکنگ ٹریک نکلتا ہے جو 16 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع تھنیاں اور گھنیسی نامی مقامات کی طرف جاتا ہے۔ یہ علاقے بھی اس وادی کی رعنائیوں میں اضافہ کرتے ہیں۔ مقامی افراد سے رابطہ کر کے گھوڑے وغیرہ بھی کرائے پر حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

مظفر آباد سے 88 کلومیٹر کے فاصلہ اور سطح سمندر سے 4498 فٹ کی بلندی پر آٹھمقام نامی جگہ اس وادی کا ضلعی ہیڈ کوارٹر ہے۔ اس لئے یہاں متعدد سرکاری دفاتر اور بازار موجود ہیں۔

ہوٹل اور ریسٹ ہاؤس بھی موجود ہیں۔ یہاں تک تو آپ ہائی ایس یا فلائنگ کوچ کے ذریعہ سفر کر سکتے ہیں اس سے آگے بس اور جیپ یا پھر اپنی گاڑی کے ذریعہ سفر کیا جا سکتا ہے تاہم سڑک پختہ اور اچھی ہے۔

آٹھمقام سے 9 کلومیٹر کے فاصلہ پر انتہائی خوبصورت وادی کیرن واقع ہے یہاں دریا کے بالکل کنارے پر ریسٹ ہاؤس موجود ہے۔ یہاں سے ایک کچی سڑک نیلم گاؤں کو جاتی ہے جو صرف ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

اگر طبیعت فطرت کے حسین نظاروں کو چاہنے والی ہو تو نیلم گاؤں کی سیر ضرور کیجئے۔ نیلم گاؤں میں پھولوں اور پھلوں سے لدے درخت لہلہاتی جھومتی فصلیں لکڑی کے کشمیری طرز کے روائتی مکانات اور ان کے عقب میں گھنا جنگل پورے سماں کو خوبصورت اور دلکش بناتا ہے۔

وادی کیرن سے نکل کر اگلا مقام لوات آتا ہے یہاں سے نالہ لوات کے ساتھ ساتھ ایک ہائیکنگ ٹریک نکلتا ہے۔ یہ تقریباً دو دن کا ٹریک ہے۔ جو پتلیاں جھیل کو جاتا ہے۔ جھیل سے آگے بھی ٹریک جاتا ہے لیکن برف وغیرہ کی وجہ سے بہت مشکل ہے۔ اس لئے واپس لوات آنا پڑتا ہے۔

لوات سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر دواریاں واقع ہے یہاں سے ایک اور ہائیکنگ ٹریک نکلتا ہے جو رتی گلی جھیل کو جاتا ہے۔ یہ جھیل 3882 میٹر بلندی پر واقع ہے جو قدرت

کی عظمت کا مظہر ہے۔ جھیل سے دو ٹریک نکلتے ہیں ایک پتلیاں جھیل کو اور دوسرا وادی کاغان کو جاتا ہے۔ دواریاں نالہ کے ساتھ سیاحوں کی سہولت کے لئے فاریسٹ ریسٹ ہاؤس اور ٹورسٹ ہٹ موجود ہیں۔

دواریاں سے 30 کلومیٹر اور مظفر آباد سے 136 کلومیٹر کے فاصلے پر شاردا کا تاریخی حسین مقام واقع ہے یہ سطح سمندر سے 1981 میٹر یعنی 6500 فٹ بلند ہے۔ دواریاں سے شاردا تک سفر کے دوران راستے میں چانگاں، دودنیال، تیجیاں، دوسٹ، خواجہ سیری اور کھری گام کے مقامات بھی سیاحوں کی توجہ کا مرکز بنتے ہیں۔ شاردا میں دریائے نیلم کی پرسکون روانی، اردگرد سدابہار جنگلات انتہائی سادہ ماحول وطرز زندگی بالخصوص بدھ زمانہ کے کھنڈرات وغیرہ سیاحوں کی توجہ کا مرکز بنتے ہیں۔ یہاں دو پہاڑیاں شاردی اور ناردی دیومالائی قصوں اور کہانیوں کے لحاظ سے مشہور ہیں...... شاردا کے قریب سرگن نالہ ٹراؤٹ مچھلی کی وجہ سے مشہور ہے۔ سرگن نالہ کے ساتھ ساتھ ایک ناپختہ سڑک نوری نالہ تک جاتی ہے جو جل کھڈ سے ہوتی ہوئی وادی کاغان میں ترلی جوڑ اور پھربٹہ کنڈی جا پہنچتی ہے۔ شاردا سے یہاں تک تقریباً 75 کلومیٹر کا فاصلہ بنتا ہے۔ وادی کاغان آنے والے سیاح اس راستہ سے وادی نیلم میں داخل ہو سکتے ہیں۔ شاردا میں بدھ ازم کی قدیم غار اور یونیورسٹی کے کھنڈرات موجود ہیں یہ ایک بہت اہم اور قدیم یونیورسٹی تھی۔ شاردا میں یوتھ ہوسٹل اور ایک خوبصورت ریسٹ ہاؤس کی سہولت بھی مہیا ہے اس کے علاوہ محکمہ سیاحت کے بہت سے پراجیکٹس پر کام ہو رہا ہے۔

شاردا میں آپ کیمپنگ بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن یہاں ہوٹل بھی بہت سستے ہیں۔

شاردا سے 19 کلومیٹر کے فاصلہ پر کیل واقع ہے کیل کی بلندی 6873 فٹ ہے۔ یہاں ایک بڑا دریا نما نالہ ''شونٹر'' دریائے نیلم میں شامل ہوتا ہے۔ اس نالہ کے ساتھ ساتھ سفر کریں تو درہ گلگت ایجنسی میں داخلہ کا ذریعہ بنتا ہے۔ کیل میں دریائے نیلم کے پار حسن فطرت کا شاہکار اڑنگ کیل ہے۔ محکمہ سیاحت نے یہاں ٹورسٹ موٹل بھی تعمیر کیا ہے۔ مظفر آباد سے لے کر یہاں تک بس کی سہولت ملتی ہے یہاں سے آگے جانے کیلئے اسپیشل جیپ کروانا پڑتی ہے۔

کیل سے 49 کلومیٹر کے فاصلے پر ہلمٹ نامی وادی واقع ہے یہ بھی بہت خوبصورت وادی ہے۔ اس سے آگے سرداری، جاناوئی، پھولاوئی جیسے خوبصورت مقامات بھی وادی نیلم کی فطرتی رعنائیوں میں اضافہ کرتے ہیں۔ وادی نیلم کا آخری مقام تاؤبٹ ہے جو اپنی خوبصورتی کی وجہ سے مشہور بھی ہے۔ اسلئے جب بھی آپ وادی نیلم کی سیر کو جائیں تو تاؤبٹ تک ضرور جائیں تاکہ کوئی حسرت رہ نہ جائے۔

موسم سرما میں تو پوری وادی برف کی چادر اوڑھے ہوتی ہے جولائی اور اگست میں یہاں موسم انتہائی خوشگوار ہوتا ہے۔ لیکن پہاڑوں کی چوٹیاں پھر بھی برف سے ڈھکی ہوتی ہیں اس لئے آپ جب بھی وادی نیلم جائیں کچھ گرم کپڑے ضرور ساتھ رکھیں۔

پوری وادی میں ہوٹل کافی سستے ہیں اور ریسٹ ہاؤسز کا معیار بھی بہت اچھا ہے لیکن بہتر ہے کہ ریسٹ ہاؤس میں رہنے کے لئے پہلے سے ٹورازم والوں سے بکنگ کروالیں۔

آل پاکستان فٹ بال ٹورنامنٹ

17 تا 19 مارچ 2006ء بمقام پاکستان اسپورٹس بورڈ کراچی

(مکرم مظفر احمد قمر صاحب، مہتمم صحت جسمانی)

الحمدللہ کہ امسال آل پاکستان فٹبال ٹورنامنٹ کی میزبانی کا شرف مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی کو حاصل ہوا۔ یہ ٹورنامنٹ مورخہ 17 تا 19 / مارچ 2006ء کے دوران پاکستان اسپورٹس بورڈ کے گراسی گراؤنڈز نزد کراچی نیشنل اسٹیڈیم میں کھیلا گیا۔

اس ٹورنامنٹ میں پاکستان بھر کے علاقہ جات واضلاع کی 13 ٹیموں نے شرکت کی۔ ٹورنامنٹ لیگ کی بنیاد پر کھیلا گیا اور اس میں شامل جملہ ٹیموں کو 4 پول میں تقسیم کیا گیا۔ دوران ٹورنامنٹ ٹیموں کے مابین مجموعی طور پر 18 میچز منعقد ہوئے۔ ٹیموں کی تقسیم میں یہ امر مدنظر رہا کہ گذشتہ سال سیمی فائنل تک رسائی حاصل کرنے والی ٹیمیں علیحدہ علیحدہ پولز میں ہوں۔

افتتاح

ٹورنامنٹ کا افتتاح مورخہ 17 / مارچ 2006ء کو صبح 7 بجے مکرم ومحترم نواب مودود احمد خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے کیا۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعدازاں افتتاحی میچ کے کھلاڑیوں سے مکرم ومحترم امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی کا تعارف کرایا گیا۔ بعدازاں مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی جس کے ساتھ ٹورنامنٹ کا آغاز ہوا۔

میچ شیڈول

مقابلہ جات کی تعداد کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے پول میچز دن کے علاوہ رات کو فلڈ لائٹس میں بھی منعقد ہوئے جن کی تعداد 6 تھی۔ الحمدللہ کہ جملہ پول میچ نہایت دوستانہ ماحول میں کھیلے گئے جن میں شائقین کی ایک کثیر تعداد کو عمدہ کھیل دیکھنے کو ملا۔

سیمی فائنلز

پول میچز کے اختتام پر جملہ چاروں پولز کی فاتح ٹیموں نے سیمی فائنل تک رسائی حاصل کی جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

گروپ A۔ سرگودھا، گروپ B۔ علاقہ لاہور، گروپ C۔ ربوہ، گروپ D۔ فیصل آباد

سیمی فائنل مقابلہ جات A vs C اور B vs D کے مابین کھیلے گئے۔

فائنل میچ

ٹورنامنٹ کا فائنل میچ مورخہ 19 / مارچ کو دوپہر 2:30 بجے ربوہ اور علاقہ لاہور کی ٹیموں کے مابین کھیلا گیا۔ فائنل میچ

کے مہمانِ خصوصی مکرم ومحترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان تھے جبکہ اس میچ کو دیکھنے کے لئے شائقین کی ایک کثیر تعداد بھی شامل تھی۔

فائنل کھیلنے کا اعزاز حاصل کرنے والی دونوں ٹیموں کا مہمان خصوصی سے تعارف کرایا گیا۔ فائنل میچ میں بھی دیگر میچوں کی طرح اچھی اور معیاری فٹبال دیکھنے کو ملی۔ جس میں ربوہ کی ٹیم نے عمدہ کھیل کا مظاہرہ کرتے ہوئے صفر کے مقابلہ میں ایک گول سے کامیابی حاصل کرتے ہوئے اس ٹورنامنٹ کی فاتح ٹیم ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔

اختتامی تقریب تقسیم انعامات

فائنل میچ کے اختتام پر گراؤنڈ میں اختتامی تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعد ازاں ٹورنامنٹ کی مختصر رپورٹ پیش کی گئی۔ جس کے بعد ازاں تقسیم انعامات کی تقریب منعقد ہوئی۔

خطاب صدر مجلس

تقسیم انعامات کے اختتام پر مکرم ومحترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے حاضرین سے مختصراً خطاب فرمایا، آنمکرم نے ٹورنامنٹ کے انتظامات پر اظہار خوشنودی فرماتے ہوئے جملہ شاملین کو اپنے کھیل کے معیار کو مزید بلند کرنے اور مہارت کے حصول کی طرف توجہ دلائی۔

ٹورنامنٹ کا اختتام دعا کے ساتھ ہوا جو مکرم ومحترم صدر صاحب مجلس نے کرائی۔

کھیلوں کا معیار بلند کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

”کھیلوں کے پہلو سے صرف بار بار خدام کو بتانے کی ضرورت ہے کہ آپ اپنی جسمانی صحت سے غافل نہ رہیں اور جہاں جہاں رہتے ہیں وہاں اپنے علاقہ یا اپنے سکول میں ہمت کے ساتھ یہ ارادہ کر کے ان میں حصہ لیں کہ آپ نے ایک احمدی کی حیثیت سے ان میں شامل ہونا ہے اور نام پیدا کرنا ہے تا کہ آپ کے نام کے ساتھ دین کا نام بھی روشن ہو۔ اس پہلو سے اگر حصہ لیں گے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے بہت برکتیں آپ کو ملیں گی۔

حضور نے فرمایا مَیں کل بھی اور آج بھی کھیلوں کے مقابلے دیکھتا رہا ہوں۔ میں نے جائزہ لیا ہے کہ ہماری کھیلوں کا معیار دنیا کے معیاروں سے بہت پیچھے ہے۔ فرق بہت زیادہ ہے اس کی توقع تو تھی ہی لیکن اس کے لئے اگر خاص طور پر خدام کو مختلف کھیلوں کے عالمی ریکارڈ سے وقتاً فوقتاً مطلع کیا جایا کرے تو اس سے ہمارے نوجوانوں کی کھیلوں کا معیار بہت بلند ہو جائے گا۔ اگر معلومات مہیا کی جائیں تو دلچسپی بھی بڑھتی ہے اور فائدہ بھی ہوتا ہے اور اپنا معیار جانچنے کا موقع ملتا ہے۔ اور اس طرح انسان آگے بڑھتا ہے۔ (مشعل راہ جلد سوم صفحہ 361)

طنز و مزاح

(مرسلہ مکرم ولید احمد شیخ۔ دنیا پور)

دو ادیب آپس میں بحث کر رہے تھے۔ ایک کہہ رہا تھا! شاعر اور ادیب کو ہمیشہ اپنی چشم دید چیزوں کے متعلق ہی لکھنا چاہیے۔ ورنہ اس کا ادب حقیقت سے دور ہو جائے گا؟

ساحر لدھیانوی نے یہ سن کر کہا!

میرا چشم دید تجربہ ہے کہ اردو ادیبوں کے بارے میں یہ بات نہیں کہی جا سکتی وہ صاحب سوالیہ انداز سے ان کی طرف دیکھ کر کہنے لگے! وہ کیونکر؟

ساحر نے جواب دیا!

اردو میں صرف دو چیزیں کام کی لکھی گئی ہیں۔ کہانیوں میں قحط بنگال کے متعلق کرشن چندر کی کہانی ''ان داتا'' اور نظموں میں ''ساحر لدھیانوی'' کی نظم ''تاج محل'' لیکن حقیقت یہ ہے کہ نہ کبھی کرشن چندر بنگال گئے اور نہ میں نے ابھی تک ''تاج محل'' دیکھا ہے۔

❁❁❁❁

حبیب جالب اپنی آپ بیتی میں لکھتے ہیں۔

میں نے اپنے گاؤں میں ساتویں جماعت پاس کی، پھر میں دلی بلا لیا گیا۔ وہاں شعر و ادب کی فضا عام تھی۔ مشاعرے ہوا کرتے تھے۔ میرے بڑے بھائی مشتاق مبارک بھی شاعر تھے۔ اس پورے ماحول نے مجھے بھی شعر کی طرف راغب کر لیا۔

ساتویں جماعت کے امتحان میں مجھے ایک لفظ دیا گیا ''وقت سحر'' اسے جملہ میں استعمال کرنا تھا۔ جملہ تو مجھ سے نہ بن سکا تھا مگر شعر ہو گیا۔ میرا پہلا شعر۔

وعدہ کیا تھا آئیں گے امشب ضرور وہ
وعدہ شکن کو دیکھتے وقت سحر ہوا

❁❁❁❁

ایک دفعہ برطانیہ کا ایک سفارتکار پاکستان آیا۔ ان کے اعزاز میں ایوان صدر میں ڈنر تھا۔ سابق صدر پاکستان سکندر مرزا مہمان کے ساتھ چلتے چلتے جوش ملیح آبادی کے قریب آئے اور مہمان سے ان کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

ان سے ملئے یہ اردو کے بہت بڑے شاعر ہیں۔

وہ صاحب بھی ایک عجوبہ تھا ہاتھ بڑھا کر بولا!

آہ میں سمجھ گیا آپ ہی مسٹر ''غالب'' ہیں۔

❁❁❁❁

ایک مرتبہ کیفی صاحب کا مضمون کسی نے اپنے نام سے کسی اخبار میں شائع کرا دیا۔ ان کے لڑکے نے وہ اخبار لے جا کر انہیں دکھایا تو وہ ہنس کر کہنے لگے!

میاں غنیمت سمجھو کہ چور نے چوری کا مال جوں کا توں

بازار میں رکھ دیا ہے اس کا حلیہ نہیں بگاڑا۔

۞۞۞۞

ایک دفعہ لاہور میں بھنگیوں نے ہڑتال کر دی۔ اس پر چوہدری شہاب الدین نے حکم دیا کہ ان سب کو ٹاؤن ہال کے گراؤنڈ میں جمع کیا جائے۔ چنانچہ سب کو جمع کیا گیا تو چوہدری صاحب نے پنجابی میں تقریر شروع کی! بھینو تے بھراؤ۔

ابھی اتنا کچھ کہنے پائے تھے کہ اچانک ایک بھنگی کا بچہ رونے لگ گیا اس پر اس نے بچے کو مخاطب کر کے کہا! ارے چپ ارے چپ ماموں ماریں گے۔

۞۞۞۞

ایک ادبی مجلس میں پرنسپل کنہیا لال کپور نے کئی شعر سنائے جن میں کمال فن یہ ہے کہ مصرعہ اول غالب کی ایک غزل کا اور مصرعہ ثانی کسی دوسری غزل کا۔ لیکن کوئی شعر بے ربط نہیں تھا۔

جان تم پر نثار کرتا ہوں
شرم تم کو مگر نہیں آتی

میں ہوں مشتاق اور وہ بیزار
کس کی حاجت روا کرے کوئی

دل سے تیری نگاہ جگر تک اتر گئی
حیران ہوں کہ روؤں دل کو کہ پیٹوں جگر کو میں

۞۞۞۞

ایک دفعہ ماہ رمضان کے بعد مرزا غالب قلعہ میں گئے۔ بہادر شاہ ظفر نے پوچھا! مرزا کتنے روزے رکھے؟

مرزا بولے! پیر و مرشد ایک نہیں رکھا۔

۞۞۞۞

جوش ملیح آبادی کا شمار غزل کے شدید ترین مخالفوں میں ہوتا ہے۔ غزل پر ان کا ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ اس میں تخیلی تسلسل نہیں ہوتا۔ بعض اوقات ایک غزل کے اشعار میں متضاد خیالات کا اظہار ہوتا ہے۔ ایک دن جوش صاحب اپنے احباب میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کچھ بے ربط باتیں منہ سے نکل رہی تھیں اور ایک بات کا دوسری بات سے کوئی ربط نہیں تھا۔ ایک صاحب نے استفسار کیا!

قبلہ آج آپ کیسی بے سر و پا باتیں کر رہے ہیں۔

جوش صاحب نے جواب دیا! بھئی غزل کہہ رہا ہوں۔

۞۞۞۞

مولانا حالی کے مقامی دوستوں میں مولانا وحید الدین سلیم بھی تھے۔ جب یہ پانی پت میں ہوتے تو روزانہ مولانا حالی کے پاس جا کر گھنٹوں بیٹھتے۔ ایک روز صبح ہی صبح پہنچے۔ مولانا نے رات کو ایک غزل کہی تھی۔ وہ ان کو سنائی۔ وحید الدین سلیم سن کر پھڑک اٹھے اور کہنے لگے! مولانا واللہ جادو ہے۔ مولانا کے بالا خانے کے نیچے ایک کوٹھڑی تھی۔ وہ انہوں نے ایک مجذوب کو دے رکھی تھی۔ وہ مجذوب باہر گلی میں بیٹھا دھوپ سینک رہا تھا۔ جب اس کے کان میں یہ فقرہ پڑا تو بے اختیار چلا اٹھا! جادو برحق کرنے والا کافر۔

مولانا نے یہ سنا تو مسکرا کر سلیم صاحب سے کہا! لیجئے

مولوی صاحب سرٹیفکیٹ مل گیا۔

❁❁❁❁

اقبال کو آم بہت پسند تھے۔ جب علالت کی وجہ سے انہیں آم کھانے سے منع کر دیا گیا تو بے حد مضطرب ہوئے اور کہنے لگے مرنا تو برحق ہے پھر نہ کھا کر مرنے سے آم کھا کر مرجانا بہتر ہے۔ حکیم نابینا صاحب سے اصرار کر کے ایک آم روزانہ کھانے کی اجازت حاصل کر لی۔

سالک کہتے ہیں کہ ایک دن میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب کے سامنے ایک پلیٹ میں کوئی سیر بھر کا آم رکھا ہے اور ڈاکٹر صاحب اس کو کھانے کے لئے چھری اٹھا رہے ہیں۔

میں نے کہا! آپ نے پھر بد پرہیزی شروع کر دی۔

کہنے لگے! نہیں۔ حکیم صاحب نے روزانہ ایک آم کھانے کی اجازت دے دی ہے اور یہ آم بے شک بڑا ہے۔ لیکن ہے تو ایک ہی۔

❁❁❁❁

اپنے ایک لیکچر میں نواب محسن الملک نے یہ لطیفہ سنایا۔

"اب سے پچاس برس پہلے ایسا زمانہ تھا کہ جو مولوی اور حافظ ہوتے تھے وہی منصف اور جج بنائے جاتے تھے۔ گویا یہ عہدے صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص تھے۔ 1854ء میں اتفاق سے ایک صاحب منشی بھولا ناتھ منصف مقرر ہو گئے۔ چونکہ عام طور پر یہ عہدہ مسلمانوں ہی کے لئے مخصوص ہو گیا تھا۔ اس لئے ان کے نام کے ساتھ مولوی حافظ خان بہادر لکھنے کا عام دستور تھا۔ چنانچہ جب منشی بھولا ناتھ منصف مقرر ہوئے تو مہتمم دفتر نے حسب عادت ان کے نام کے ساتھ از دفتر خان بہادر مولوی منشی بھولا ناتھ صاحب لکھا۔

منشی صاحب نے فائل پر یہ لکھا دیکھا تو جھلا کر مہتمم کو کہا! کم بخت تو نے مجھے بھی مسلمان بنا دیا۔

مہتمم دست بستہ کہنے لگا! حضور منصف جو ہو گئے۔ آپ کے نام کے ساتھ اور کیا لکھتا۔

❁❁❁❁

خان بہادر شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ وقت کے بڑے پابند تھے۔ ان کا معمول تھا کہ روزانہ دن کے ٹھیک نو بجے اپنے گھر سے نکل کر کہیں جایا کرتے تھے۔ مولوی صاحب دہلی کے کوچہ چیلاں میں رہتے تھے۔ ایک دن جو باہر نکلے تو سر سید کے لڑکے سید محمود اپنی گھڑی لئے اپنے مکان کے آگے ان کے انتظار میں ٹہل رہے تھے۔

مولانا ذکاء اللہ نے پوچھا! میاں یہاں کیوں ٹہل رہے ہو۔

سید محمود نے جواب دیا! جی میں اپنی گھڑی کو چابی دینا بھول گیا تھا اس لئے وہ بند ہو گئی۔ آپ کے انتظار میں ٹہل رہا تھا کہ اپنی گھڑی کا وقت آپ کو آتے دیکھ کر ٹھیک کر لوں۔

(انتخاب از شوخیوں کے سلسلے، طاہر محمود کوریجہ، ناشران محمد فیصل اردو بازار)

❁❁❁❁❁❁❁❁

مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہوگئیں

مرزا اسد اللہ غالب

سب کہاں، کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں، کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں

یاد تھیں ہم کو بھی رنگا رنگ بزم آرائیاں
لیکن اب نقش و نگار طاق نسیاں ہوگئیں

تھیں بنات النعش گردوں دن کو پردے میں نہاں
شب کو اِن کے جی میں کیا آئی کہ عریاں ہوگئیں

قید میں یعقوب نے لی، گو نہ یوسف کی خبر
لیکن آنکھیں رَوزن دیوارِ زنداں ہوگئیں

سب رقیبوں سے ہوں ناخوش پر زنانِ مصر سے
ہے زلیخا خوش کہ محو ماہِ کنعاں ہوگئیں

جوئے خوں آنکھوں سے بہنے دو کہ ہے شامِ فراق
میں یہ سمجھوں گا کہ شمعیں دو فروزاں ہوگئیں

اِن پری زادوں سے لیں گے خُلد میں ہم انتقام
قدرتِ حق سے یہی حوریں اگر واں ہوگئیں

نیند اُس کی ہے، دماغ اُس کا ہے، راتیں اُس کی ہیں
تیری زلفیں جس کے بازو پر پریشاں ہوگئیں

مَیں چمن میں کیا گیا، گویا دبستاں کھل گیا
بلبلیں سن کر مرے نالے غزل خواں ہوگئیں

وہ نگاہیں کیوں ہوئی جاتی ہیں یارب دل کے پار
جو مری کوتاہیِ قسمت سے مژگاں ہوگئیں

بسکہ روکا مَیں نے اور سینہ میں اُبھریں پَے بہ پَے
میری آہیں بخیۂ چاک گریباں ہوگئیں

واں گیا بھی مَیں تو اُن کی گالیوں کا کیا جواب
یاد تھیں جتنی دعائیں صرف درباں ہوگئیں

جاں فزا ہے بادہ جس کے ہاتھ میں جام آ گیا
سب لکیریں ہاتھ کی گویا رگ جاں ہوگئیں

ہم موحد ہیں، ہمارا کیش ہے ترک رسوم
ملتیں جب مٹ گئیں اجزائے ایماں ہوگئیں

رنج سے خُوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہوگئیں

یوں ہی گر روتا رہا غالب تو اَے اہل جہاں
دیکھنا اِن بستیوں کو تم کہ ویراں ہوگئیں

قارئین خالد سے چند گذارشات

۱- یہ آپ کا اپنا رسالہ ہے۔اس کو خریدنا اور پڑھنا دینی و دنیاوی لحاظ سے بہت مفید ہے۔

۲- اس کی قلمی معاونت کرنا آپ کا فرض ہے تاکہ ''خالد'' کے معیار کو بہتر سے بہتر بنایا جاسکے۔

۳- ''خالد'' کیلئے ہر احمدی کوئی بھی دینی، دنیاوی، علمی اور تحقیقی تحریر بھجوا سکتا ہے۔جو معیاری ہونے کی صورت میں ضرور شائع ہوگی۔انشاء اللہ

۴- مضامین صفحہ کے ایک طرف لکھیں اور ایک لائن چھوڑ کر لکھیں تاکہ آسانی سے پڑھا جاسکے۔

۵- اگر کسی مضمون میں کسی کتاب وغیرہ کا اقتباس دیں تو اس کا مکمل حوالہ تحریر کرنا لازمی ہے۔مثلاً نام کتاب، صفحہ نمبر، نام مصنف، سن اشاعت، مطبع (پریس) کا نام اور ایڈیشن نمبر وغیرہ

۶- مزاحیہ ادب بھی ''خالد'' کے صفحات کی زینت بنتا ہے۔اس لئے ہلکی پھلکی شگفتہ تحریر بھی بھجوا سکتے ہیں۔

۷- اگر بعض احباب کے مضامین / منظوم کلام وغیرہ شائع نہ ہوں تو ہمت نہ ہاریں اور میدان تحریر میں زیادہ سے زیادہ محنت کر کے آگے بڑھیں۔

۸- ادارہ ہر اس تعمیری تنقید اور رائے کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے جو ''خالد'' کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے دی جاتی ہے۔اس لئے اپنی قیمتی آراء سے نوازتے رہا کریں۔

۹- ایک نہایت ضروری گذارش ہے کہ آپ جو بھی خط ہمیں بھجوائیں اس میں اپنا مکمل ایڈریس ضرور تحریر فرمائیں تاکہ ادارہ کو جواب دینے میں آسانی رہے۔

۱۰- آپ بذریعہ ای۔میل بھی مضامین monthlykhalid52@yahoo.com کے ایڈریس پر ارسال کر سکتے ہیں اور یہ وضاحت بھی نوٹ فرمالیں کہ یہ ای۔میل ایڈریس صرف مضامین کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔اگر کسی نے اپنا نیا شمارہ جاری کروانا ہو یا خریداری کے سلسلے میں کسی وضاحت کی ضرورت ہو تو اس کے لئے براہ راست دفتر اشاعت ایوان محمود میں رابطہ فرمائیں۔

ادارہ ماہنامہ خالد
ایوان محمود، ربوہ ضلع جھنگ

جدید زیورات کا مرکز
مراد جیولرز
نزد مراد کلاتھ ہاؤس
ریل بازار۔ فیصل آباد
فون: 2646082-2639813

الحمد
سٹی اسٹیٹ لنکرز
نئے گھر، کوٹھیاں، پلاٹس، دوکانات اور ہر
قسم کی جائیداد کی خرید وفروخت کا
با اعتماد ادارہ
کرایہ والے مکان پر ایک ماہ کا کرایہ بطور کمیشن لیا جاتا ہے۔
خرید وفروخت پر 2% کمیشن لی جاتی ہے
247-B ڈی گراؤنڈ پیپلز کالونی نمبر 1 نزد سموسہ چوک فیصل آباد
Ph:041-8548285-8546263

Safeer Ahmed
Proprietor

FINE ART
JEWELLERS

فینسی زیورات کا مرکز

بازار شہیداں سیالکوٹ شہر

فون نمبر دوکان: 4588452 فون نمبر گھر: 4586297 موبائل: 0300-9613257

صد سالہ خلافت جوبلی مبارک

صرافہ بازار سیالکوٹ

پروپرائٹر

عبدالستار: 0300-9613255

عمر ستار: 0300-6179077

فون نمبر دوکان: 4592316 رہائش: 4292793

Email:alfazal@skt.comsats.net.pk

ہم حضور کی درازئ عمر اور آپ کی قیادت میں عالمگیر جماعت کی
ترقیات کے لئے دعا گو ہیں

منجانب

قائد مجلس وارا کین عاملہ

گھسیٹ پورہ

ضلع فیصل آباد

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"۔

(المصلح الموعود)

خدا تعالیٰ ہمیں احسن رنگ میں جماعت احمدیہ کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

منجانب

قائد و عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ

ضلع فیصل آباد

نماز اور سورۃ فاتحہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''انسان کی زاہدانہ زندگی کا بڑا بھاری معیار نماز ہے۔ وہ شخص جو خدا کے حضور نماز میں گریاں رہتا ہے، امن میں رہتا ہے۔ جیسے ایک بچہ اپنی ماں کی گود میں چیخ چیخ کر روتا ہے اور اپنی ماں کی محبت اور شفقت کو محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح پر نماز میں تَضَرُّع اور اِبْتِھَال کے ساتھ خدا کے حضور گڑگڑانے والا اپنے آپ کو ربوبیت کی عطوفت کی گود میں ڈال دیتا ہے۔ یاد رکھو اس نے ایمان کا حظ نہیں اٹھایا۔ جس نے نماز میں لذت نہیں پائی۔ نماز صرف ٹکروں کا نام نہیں ہے بعض لوگ نماز کو تو دو چار چونچیں لگا کر جیسے مرغی ٹھونگے مارتی ہے ختم کرتے ہیں اور پھر لمبی چوڑی دعا شروع کرتے ہیں؛ حالانکہ وہ وقت جو اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرنے کے لئے ملا تھا۔ اس کو صرف ایک رسم اور عادت کے طور پر جلد جلد ختم کرنے میں گزار دیتے ہیں اور حضور الٰہی سے نکل کر دعا مانگتے ہیں۔ نماز میں دعا مانگو۔ نماز کو دعا کا ایک وسیلہ اور ذریعہ سمجھو۔

فَاتِحَہ فتح کرنے کو بھی کہتے ہیں۔ مومن کو مومن اور کافر کو کافر بنا دیتی ہے۔ یعنی دونوں میں ایک امتیاز پیدا کر دیتی ہے اور دل کو کھولتی، سینہ میں ایک انشراح پیدا کرتی ہے۔ اس لئے سورۂ فاتحہ کو بہت پڑھنا چاہئے اور اس دعا پر خوب غور کرنا ضروری ہے۔ انسان کو واجب ہے کہ وہ ایک سائلِ کامل اور محتاجِ مُطلَق کی صورت بناوے اور جیسے ایک فقیر اور سائل نہایت عاجزی سے کبھی اپنی شکل سے اور کبھی آواز سے دوسرے کو رحم دلاتا ہے۔ اسی طرح سے چاہئے کہ پوری تَضَرُّع اور اِبْتِھَال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض حال کرے۔ پس جب تک نماز میں تَضَرُّع سے کام نہ لے اور دعا کے لئے نماز کو ذریعہ قرار نہ دے ـــــ نماز میں لذت کہاں؟''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 402 الحکم 24 دسمبر 1900ء)

Monthly

C. Nagar

Editor:
Mansoor Ahmad Nooruddin

Digitized By Khilafat Library Rabwah

July 2006
Regd. CPL # 75/FD